نمبر ۷۷ | مورخہ ۴ر اپریل ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۴ر ذوالقعد ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ناظر تعلیم و تربیت جو سلسلہ کے کام کے لئے چند دنوں کے واسطے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ۳۱ مارچ واپس تشریف لائے۔

۳۱۔ مارچ حکیم فضل الرحمان صاحب مبلغ افریقہ نے دعوت ولیمہ دی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بھی شمولیت فرمائی۔

یکم اپریل ۱۹۳۰ء سے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں سالانہ امتحان کے بعد باقاعدہ پڑھائی شروع ہو گئی ہے۔

اس دفعہ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی دو لڑکیوں نے انٹرنس کا امتحان پرائیویٹ طور پر دیا ہے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

احمدیہ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء کا انعقاد

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے۔ اس سال احمدیہ مجلس مشاورت ۱۸-۱۹-۲۰- اپریل منعقد ہو گی۔ ۱۸- اپریل جمعہ ہے۔ مجلس مشاورت کا انعقاد بعد نماز جمعہ ہو گا۔ اور اتوار کی دوپہر کو مجلس کی کارروائی ختم ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجلس مشاورت کا ایجنڈا اور سالانہ بجٹ احمدیہ انجمنوں کو بھیجکر ان پر غور و خوض کرنے کا کافی موقعہ بہم پہونچایا گیا ہے۔ ہر احمدی انجمن کا فرض ہے۔ کہ اپنے منتخبہ نمائندے مقررہ تاریخوں پر مجلس مشاورت میں شرکت کے لئے بھیجے۔ بیرون پنجاب کی احمدیہ انجمنوں کو خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔

افریقہ میں تبلیغ اسلام

مسلمانوں کو تباہ کن رسوم سے باز رکھنے کی سعی

۱۸ تا ۲۰ جنوری بمقام اکرافل ایک جلسہ کیا گیا۔ میں نے اس موقعہ پر اصلاح رسوم کی طرف خاص طور پر توجہ دی گولڈکوسٹ میں جتنی مسلم آبادی ہے۔ وُہ ساری کی ساری پچھلی صدی میں اسلام لائی۔ اس سے پہلے سارا ملک مشرک تھا۔ یا پھر چند ہزار لوگ عیسائی تھے۔ اس وقت تمام عیسائی مشرکانہ رسوم میں مبتلا ہیں۔ جن بھوت پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ بھوت بعض انسانوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وُہ انسان جسے چاہے۔ تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ اوماہین۔ اور دوسرے چیفس سب مشرک ہیں۔ ان کے ہاں ایسے مقدمات عام ہیں۔ کہ فلاں شخص میں جن ہے۔ اور وُہ آپ کی رعایا میں سے بعض لوگوں کو تباہ کر رہا ہے جس پر اس کا امتحان ہوتا ہے۔ کہ آیا اس میں بھوت ہے۔ یا نہیں۔ اور محض ظنی طور پر اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ سمجھدار طبقہ اس بات کا مقر ہے۔ کہ عیسائیت ان اعتقادات کو دور نہ کر سکی پھر نہایت کثرت سے شراب اور زنا کا رواج ہے۔ موت کے بعد جو رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ سب سے بڑھ کر اس ملک کو تباہ کر رہی ہیں۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے۔ تو اس کے علاج کے لئے ان کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن جونہی کہ وُہ مرتا ہے۔ کثرت سے شراب تقسیم ہوتی ہے۔ اس کو دفن کرنے سے پہلے اور اس کے بعد متعلقین اور ہمسایوں کی گالن کی شراب سے دعوت کی جاتی ہے۔ اس کے دو تین ہفتہ بعد رسم موت منعقد ہوتی ہے۔ دور دور سے اس کے رشتہ دار اور دوست آتے ہیں۔ گائے یا دُنبہ ذبح کئے جاتے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ شراب سے مہمانوں کی تواضع ہوتی ہے۔ پھر یہ تمام اخراجات قریبی رشتہ داروں پر تقسیم کر دئیے جاتے ہیں۔ یہ خرچ تیس پونڈ سے لے کر پانچسو پونڈ تک ہوتا ہے۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ سب سے زیادہ مصیبت مرنے والے کی اولاد پر آتی ہے۔ جن کا حصہ اخراجات میں سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ کسی شخص کے مرنے پر اس کی تمام جائداد اس کی بہن کے بڑے بیٹے کو ملتی ہے۔ اور اس کی اولاد اور بیوی وغیرہ بھوکے مرتے ہیں۔ عیسائیت اس ملک میں سوائے گانے بجانے شراب زنا کے اور کچھ نہ لا سکی۔

جلسہ کے موقعہ پر میں نے رسم مرگ اور جن بھوت سے متعلقہ لغویات کے متعلق لیکچر دیا۔ مختلف طریق سے توجہ دلائی انہی رسوم کی وجہ سے ہمارے کئی احباب قرضہ کی لعنت میں مبتلا ہیں۔ اور بعض سُود بھی ادا کر رہے ہیں۔ دو دن کی مسلسل تبلیغ کے بعد میں نے ایک عہد نامہ تیار کیا جس کا مضمون یہ ہے۔ کہ ہم دستخط کنندگان آئندہ ہرگز رسم مرگ میں حصہ نہ لینگے۔ نہ ہی اس خرچ میں حصہ دار ہونگے۔ جو شراب پر خرچ ہو۔ کسی کو بھوت یا جن نہیں کہیں گے۔ اور اگر کوئی اور شخص ہمیں کہیگا۔ تو اس سے اعراض کرینگے۔ اور اگر کوئی شخص یا چیف ہمیں بھوت وغیرہ ہونے سے بریت کے لئے شراب پینے یا بُت کے آگے جھکنے کا حکم دے گا۔ تو اس کا انکار کرینگے۔ اور اس کے لئے ہر قسم کی مصیبت یا جرمانے برداشت کرینگے۔ اور ان کی تلقین دوسرے احمدیوں کو بھی کرینگے۔

اس عہدنامہ کے سُنانے کے بعد میں نے دستخط کرنے یا اس امر پر مزید غور کرنے کا موقعہ دیا۔ فوراً احباب نے دستخط کرنے شروع کر دئیے۔ اور ان کی تعداد ۱۱۰ تک پہونچ گئی۔ میرا ارادہ ہے کہ ہر آئندہ جلسہ پر اس تحریک کو زندہ کیا جائے۔

احمدی احباب ایک شلنگ فی کس ماہوار چندہ دیتے ہیں میں نے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پیش کیا۔ اور ماہوار خرچ کی جو ۸۰ پونڈ ہے۔ تفصیل سُنائی۔ اور اپیل کی۔ کہ جنہوں نے اپنے بقایاجات ادا کر دئیے ہوئے ہیں۔ وُہ اپنے ماہوار چندہ کی شرح بڑھائیں۔ بعض نے ۵ شلنگ۔ بعض نے ۳ شلنگ ماہوار کے وعدے کئے۔ اس تحریک کو بھی مستقل طور پر ہر آئندہ جلسہ میں از سر نو زندہ کیا جائے گا۔ تاکہ ہماری مالی مشکلات دُور ہوں۔

مشرکانہ رسوم کے متعلق میں خاص طور پر کوشش کر رہا ہوں۔ یہ وُہ امر ہے۔ جس میں عیسائیت ناکام ہو چکی ہے۔ اور اگر ہم بھی ان برائیوں کو دُور نہ کر سکیں۔ تو کچھ امتیاز نہ ہوا۔ اگر ہماری جماعت ہمت کرے۔ تو مدبرین کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ اسلام ایک طاقت ہے۔ جو ہر قسم کی بدرسوم مثلاً شراب زنا وغیرہ کو دُور کر سکتی ہے۔ اگر ہمارے احباب نیک نمونہ پیش کریں اور ان زنجیروں سے آزاد ہو جائیں۔ تو تبلیغ میں بہت مدد ہو سکتی ہے۔

کل سنٹرل پراونس کے کمشنر سے ملنے گیا۔ نیا آدمی ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ اوماہین اور چیفس (جن کی حیثیت چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کی سی ہے۔ اور جو قریباً سب کے سب مشرک ہیں اور مشرکانہ رواجات کے مطابق حکومت کرتے ہیں۔) کہاں تک اپنی رعایا کو شراب پینے یا رسم مرگ میں حصہ لینے یا مردعورتوں کو جن یا بھوت ہونے سے بریت کے لئے مشرکانہ رسوم ادا کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اس نے کہا۔ اگر یہ امور خلاف مذہب ہوں تو وُہ ہرگز مجبور نہیں کر سکتے۔ ان کے احکام کے خلاف ڈسٹرکٹ کمشنر کے پاس اپیل کرنی چاہیئے۔ وراثت کے اسلامی قانون کے متعلق فرمایا۔ کہ سوائے وصیت کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ عیسائی اقوام کے متعلق بھی ملکی قانون کا نفاذ کیا جاتا ہے اگر وصیت کے خلاف کوئی چیف ورثہ تقسیم کرے۔ تو اپیل ہونی چاہیئے۔ الغرض بہت مفید ملاقات ہوئی۔ آئندہ موقعہ پر اسے تحفہ پرنس آف ویلز کتاب دی جائے گی۔

۱۲ کس جماعت میں داخل ہوئے۔ جن کی اطلاع احباب کو پیشتر ازیں نہیں دی جاسکی۔

برادرم حکیم صاحب روانگی کے وقت ہدایت دے گئے تھے کہ مبلغین کے لئے پروگرام مقرر کر دیا جائے۔ تاکہ وُہ ایک جگہ اپنا وقت ضایع نہ کریں۔ چاروں مبلغین کے لئے پروگرام مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور میں نہایت خوشی سے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ تجویز بہت کامیاب ہوئی ہے۔ پچھلے ۱۲ ماہ میں جہاں جہاں ہماری جماعت ہے۔ ہر ایک مقام کا مبلغین نے دورہ کیا۔ ان مبلغین کا سفر خرچ وُہ جماعت ادا کرتی ہے۔ جہاں کوئی مبلغ جاتا ہے۔ دو اور دورے کئے جائیں گے۔ اور اس کے بعد ایسے دیہات میں مبلغوں کے لئے پروگرام بنایا جائے گا۔ جہاں جماعت نہیں۔ اللہ تعالےٰ کامیاب فرمائے۔

میری صحت خراب رہتی ہے۔ دعا کی التجا کرتا ہوں۔ والسلام
خاکسار نذیر احمد۔ سالٹ پانڈ۔ ۲۲۔ جنوری سنہ ۳۰ء

ضروری تصحیح

گذشتہ پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا جو خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کی طہارت کے متعلق گندے اشعار لکھنے والے یہودی کا نام خطبہ نویس کی غلطی سے ابی ابن کعب چھپا ہے۔ جو غلط ہے۔ اس کا اصل نام کعب بن اشرف تھا۔ تصحیح فرمائی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل ۱۰

نمبر ۷۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

پنجاب میں ترقی تعلیم کی رفتار

مسلمانوں کے ساتھ شدید ناانصافی

سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں پنجاب میں تعلیم کی رفتار ترقی کے متعلق گورنمنٹ پنجاب نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کے اہم کوائف اس لئے درج کئے جاتے ہیں۔ تا صوبہ پنجاب میں تعلیمی رفتار کا اندازہ لگایا جا سکے۔

رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سال ورنیکولر سکولوں کی تعداد میں ۹۶۰۔ کی کمی واقعہ ہوئی ہے۔ اور ان سکولوں میں داخل ہونے والے طلباء کی تعداد میں ۳۶۲ ۲۷ کی کمی ہو گئی۔ اس کمی کی وجوہات کیا ہیں۔ اس کے متعلق رپورٹ یقینی طور پر کچھ نہیں بیان کرتی۔ خیال ہے۔ کہ انسپکٹنگ سٹاف نے پوری طرح پر وپیگنڈا نہیں کیا۔ اسی قسم کے اور بھی بعض قیاسات ہیں لیکن حقیقی اسباب وعلل کی تحقیق کی جا رہی ہے۔

لڑکوں کے لئے تعلیمی ادارات کی تعداد جن میں پنجاب یونیورسٹی آرٹس کالج۔ پروفیشنل کالج وغیرہ سب شامل ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں ۲۱۱ ۱۱۔ تھی۔ جو گذشتہ سال سے ۱۰۳۴۔ کم ہے۔ ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد ۱۰۱۳۰۳۳۔ بتائی گئی ہے۔ جو گذشتہ سال سے بقدر ۵۲۹ ۴۱۔ کم ہے۔ لڑکیوں کے لئے تمام تعلیمی انسٹی ٹیوشنز کی تعداد ۶۰۶ ۱ہے۔ جو گذشتہ سال سے بقدر ۹۸۔ زیادہ ہے اور طالبات کی تعداد ۱۰۲۰۳۲ ہے۔ جو گذشتہ سال سے ۸۰۴۱۔ زیادہ ہے۔

تناسب آبادی کے لحاظ سے پنجاب میں تعلیم پانے والوں کی تعداد گذشتہ سال ۶۰۴۔ تھی۔ لیکن اس سال ۵۹۰ رہ گئی اگر صرف لڑکوں کا تناسب لیا جائے۔ تو وہ ۹٫۴۱ ہے۔ جو گذشتہ سال ۹٫۷۷ تھا۔

بجائے اس کے کہ صوبہ پنجاب تعلیمی لحاظ سے ترقی کرتا۔ یہ نمایاں تنزل نہایت ہی افسوسناک ہے۔

سال زیر رپورٹ میں تعلیم پر کل ۳۰۷ ۸۱۸۳۵ روپیہ خرچ ہوا۔ جو گذشتہ سال سے بقدر ۵ ۷۱ ۲۸۰۔ زیادہ ہے جس میں سے ۵۵٫۹۵۔ فیصدی صوبہ کے لگان سے ۴ ۲٫۶ فیصدی فیسوں سے ۱۲٫۹۳ فیصدی لوکل فنڈوں سے اور ۸٫۶ ۱۱۔ فیصدی دیگر ذرائع سے آیا۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں میٹرکولیشن کے امتحان میں ۱۳۶۹۵۔ طالب علم شامل ہوئے۔ جن میں سے ۸۵۱۶۔ کامیاب ہوئے۔ گویا پاس ہونے والوں کی اوسط پچاس فیصدی سے تھوڑی ہی زیادہ ہے۔ اور رپورٹ میں اس کی زیادہ تر وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ سکولوں میں بعض طلباء کو رعایتی ترقیات دے دی جاتی ہیں۔ نیز بعض سکولوں میں تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ لیکن ان وجوہات سے حکومت کی ذمہ واری کم نہیں ہو سکتی ان نقائص کا انتظام کرنا بھی حقیقتاً حکومت کا ہی فرض ہے اور اس کی کوئی معقول وجہ پیش نہیں کی جا سکتی۔ کہ نگرانی وغیرہ کا کافی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے غریب طلباء کا اس قدر مالی نقصان ہو۔ اور ان کی عمر برباد کی جائے۔ ایسے سکولوں کو فی الفور بند کر دینا چاہیئے۔ اور اس بات کا بھی انتظام کرنا چاہیئے کہ کمزور لڑکے بنیادیں مضبوط ہونے کے بغیر ترقی نہ کر سکیں۔

آرٹس اور سائنس کے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۳۳۸ ۳۔ شامل اور ۱۶۲۳۔ کامیاب ہوئے۔ اور ڈگری کے امتحانات میں ۱۷۱۴۔ شامل اور ۸۷۷۔ کامیاب ہوئے۔

بیرونی ممالک میں جا کر ریسرچ سٹڈی کے لئے بھی پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے امداد دی جاتی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو اس مقصد کے لئے یورپین ممالک میں بھیجے جانے کا ذکر ہے ان میں سے تین ہندو اور ایک انگریز ہے۔ مسلمان ایک بھی نہیں یہ تو کہا نہیں جا سکتا۔ کہ سارے پنجاب میں سے کوئی ایک بھی مسلمان طالب علم ایسا نہیں مل سکتا تھا۔ جو ریسرچ سٹڈی کے قابل سمجھا جاتا۔ اور جب مسلمان بحیثیت قوم تعلیم میں بہت پسماندہ ہیں۔ تو یہ بات بھی متقاضی تھی۔ کہ ان کی طرف زیادہ توجہ کی جاتی۔ لیکن جب وزارت تعلیم کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں ہو۔ جو مسلمانوں سے کھنچے رہتے ہوں۔ تو نتیجہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو برآمد ہوا اور یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں کو تعلیمی لحاظ سے اعلےٰ ترقی کے مواقع نہیں پہونچائے گئے۔

رپورٹ میں ان سکولوں اور تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ جو سنہ ۲۳-۱۹۲۲ء سے لے کر سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء تک سرکاری امدادی فہرست سے نکالی گئی تھیں۔ گو ان سکولوں کو سنہ ۲۹-۱۹۲۸ء میں دی گئی۔ ۲۰۵۶۳۔ ہے جس میں مسلمانوں کے حصہ میں صرف ۶۴ ۲۴۹۔ روپے آئے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دو اسلامیہ سکول بند ہو گئے۔ پھر اس سال کسی بھی اسلامیہ سکول کو ۹۰۸۴ سے زیادہ رقم نہیں دی گئی۔ اور بعض کو ڈیڑھ ہزار کے قریب اور بعض کو صرف چند سو روپے ملے ہیں لیکن ہندو سکولوں کو یہ زر امداد اس فیاضی سے تقسیم کی گئی ہے۔ کہ بعض کو دس ہزار سے بھی زیادہ رقم ملی ہے۔

پروفیشنل اور ٹکنیکل تعلیم کے لئے سرکاری درسگاہوں کے علاوہ تین پرائیویٹ انسٹی ٹیوشنز ہیں۔ یعنی دیانند آیورویدک ودیالیہ لاہور۔ ہند وٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ لاہور اور طبیہ کالج لاہور ان میں سے دیانند ودیالیہ اور طبیہ کالج دونو ایک ہی حیثیت کے ہیں۔ لیکن دیانند کالج ودیالیہ کو ترقی دینے کے لئے تو سال زیر رپورٹ میں بیس ہزار روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر طبیہ کالج کے لئے سوائے سالانہ گرانٹ کے ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا۔

ایک ایسے صوبہ میں جس کی کثرت آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہو۔ اور جس کی آمدنی کا کثیر حصہ مسلمانوں کی جیبوں سے وصول کیا جاتا ہو۔ وہاں مسلمانوں کی تعلیم کے معاملہ میں امداد سے اس قدر لاپرواہی اور تغافل ایک ایسا قبیح فعل ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے۔ کم ہے۔ اور یہ حق تلفی اور بھی تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ جب یہ دیکھا جائے۔ کہ حکومت بار بار پسماندہ اقوام کو تعلیمی سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے وعدے کرتی اور سرکلر جاری کرتی رہی ہے۔ مگر مسلمانوں کے لحاظ سے ان کا کچھ بھی مفید اثر ظاہر نہیں ہوا۔

ابتدائی تعلیم جبری کرنے کے لئے بھی کوشش ہو رہی ہے چنانچہ سنہ ۱۹۲۹ء کے اختتام تک ۴۲۔ شہری اور ۲۰۴۰۔ دیہاتی مقامات پر جبری تعلیم کے قوانین کا نفاذ ہو چکا ہے۔ پنجاب میں یورپین بچوں کی تعلیم کے لئے اٹھائیس سکول ہیں جنمیں ۱۵۳۰۔ لڑکے اور ۱۵۵۶۔ لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ ان پر حکومت پنجاب نے سال زیر رپورٹ میں ۵٫۵۶٫۰۹۴ روپیہ صرف کیا ہے۔

اس رپورٹ کے لحاظ سے جملہ تعلیمی انسٹی ٹیوشنز میں تعلیم

پانے والے لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد ۱۱۱۵۰۶۵ بنتی ہے جن کی تعلیم پر کل ۳۰۷۸۱۸۳۵ روپے خرچ کئے گئے ہیں ان میں سے یوروپین سکولوں کا خرچ نکال دیا جائے۔ تو باقی ۳۰۱۹۵۷۴۱ رہ جاتے ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ پنجاب کے ۱۱۱۵۰۶۵ طلباء پر تو ۳۰۱۹۵۷۴۱ روپیہ صرف کیا گیا۔ یعنی ایک طالب علم کے لئے ایک سال میں قریباً ۲۶ روپے خرچ ہوئے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یوروپین لڑکے لڑکیوں کی تعداد ۳۰۸۶ ہے۔ جن پر خرچ کردہ رقم ۵۸۶۰۹۴ کے لحاظ سے ہر یوروپین طالب علم پر قریباً ۱۹۰ روپے خرچ کئے گئے۔ گویا ایک یوروپین طالب علم پر اتنی رقم خرچ کی گئی جتنی سات پنجابی طالب علموں کے لئے۔ یہ تفاوت ایسا نہیں جسے ہندوستانی محسوس نہ کریں۔ پسماندہ اقوام کو زیادہ مراعات دینے کے احکام صاف طور پر موجود ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ یوروپینوں کے مقابلہ میں جو بہمہ وجوہ ہندوستانیوں سے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں۔ ہندوستانیوں کے لئے بہتر انتظامات نہ کئے جائیں۔

مسلمانوں کا تعلیمی تناسب بلحاظ آبادی ۳۴٫۷ ہے۔ اور ہندوؤں کا ۵٫۵۔ سال زیر رپورٹ میں کل زیر تعلیم مسلمان طلباء کی تعداد ۵۳۴۴۳۸۴ ہے۔ اور اس امر پر اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان سیکنڈری تعلیم میں ترقی کر رہے ہیں اور ہمسایہ اقوام کے دوش بدوش کھڑے ہونے کی کوشش میں ہیں۔ اچھوت اقوام کو تعلیم دینے کے لئے کوششیں کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اس وقت ان کے دو لڑکے کالج میں ۲۸۔ ہائی سکولوں میں۔ ۱۰۶۰۔ مڈل سکولوں میں اور ۲۲۳۹۵ پرائمری سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔

ورنیکولر لٹریچر کی حوصلہ افزائی کے لئے پانچ مصنفین کو ۳۷۵۰ روپے کے انعامات دئے گئے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی مسلمان نہیں۔ اور سب کے سب ہندو اور سکھ ہیں جو اس بات کا ایک مزید ثبوت ہے۔ کہ محکمہ تعلیم میں مسلمانوں کے ساتھ بہت ناانصافی ہو رہی ہے۔

گورنمنٹ کی یہ مہربانی سمجھنی چاہیئے۔ کہ وہ رپورٹ شائع کر کے مسلمانوں کو ایک حد تک اپنی تعلیمی حالت سے آگاہ ہونے کا موقعہ بہم پہونچاتی ہے۔ گو بہت کم مسلمان ہونگے جن کی رسائی ان امور تک ہو سکے۔ جو خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ ان حالات میں جہاں ذمہ دار مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اس ناانصافی کی طرف متوجہ کرتے رہیں جو تعلیم کے بارے میں ان سے روا رکھی جا رہی ہے۔ وہاں خود مسلمانوں کو بھی چاہئے۔ کہ تعلیم میں ترقی کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ جب تک وہ خود ہمت نہ کرینگے۔ اسوقت تک گورنمنٹ سے بھی اپنا ضروری حق حاصل نہ کر سکیں گے۔

ہندوستان کا نشوں پر خرچ

گذشتہ پرچہ میں پنجاب میں منشیات کی کھپت کے متعلق جو اعداد و شمار پیش کئے گئے تھے۔ جو حد درجہ افسوسناک تھے۔ لیکن سارے ہندوستان کے متعلق جو اعداد و شمار ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ تکلیفدہ اور پریشان کن ہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا کا سالانہ فوجی خرچ ۵۸ کروڑ روپیہ ہے صوبجاتی ایڈمنسٹریشن پر سالانہ ۲۳ کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے۔ پولیس پر بارہ کروڑ اور تعلیم پر ۱۳ کروڑ۔ لیکن ہندوستان ہر سال شراب اور دیگر نشوں پر جو رقم خرچ کرتا ہے۔ وہ ایک ارب روپیہ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ گویا تمام ملکی انتظامات سے بھی زیادہ خرچ ہر سال نشوں پر ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں کثرت اموات کی وجہ ہمارے وطنی بھائی عام طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ گئوکشی کے رواج کے باعث گھی اور دودھ مہنگا ہو گیا ہے۔ لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے۔ کہ لاکھوں کروڑوں ہندوستانی جو دو روپیہ سیر گھی اور چار آنہ سیر دودھ مہنگا خیال کرتے ہیں وہ قینچی مارکہ سگرٹ ۳۴ روپیہ سیر کے حساب سے خریدتے ہیں

امریکہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے۔ اور وہاں کے بعض افراد کے پاس اس قدر دولت ہے۔ کہ حکومت ہند کے پاس بھی نہ ہوگی لیکن وہاں کی حکومت نے ام الخبائث کا استعمال قطعاً ممنوع قرار دے دیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہندوستان جہاں اوسط آمدنی دو آنہ سے بھی کم ہے۔ وہاں اس کے استعمال پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ حکومت پر یہ ایک نہایت بدنما داغ ہے۔ جسے جس قدر جلد ممکن ہو۔ دور کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کا ہندوستان سے تعلق

ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کو ہمیشہ یہ طعنہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو اپنا وطن نہیں سمجھتے۔ اور اس کے دکھ درد سے قطعاً متاثر نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ بیرونی اسلامی ممالک سے ہی ان کی ہمدردی وابستہ رہتی ہے۔ اگرچہ تحریک عدم تعاون اور دیگر سیاسی تحریکات میں مسلمانوں نے جو قربانیاں کیں۔ ان کی تفصیل اس سرتاپا غلط اتہام کی تردید ہے۔ لیکن آج اس کے متعلق ایک ہندو اور ایک انگریز وائسرائے کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ گورو کل کے سالانہ کانووکیشن کے موقعہ پر میجر ڈی۔ ڈی باسو نے جو اڈریس پڑھا۔ اس میں انہوں نے صاف طور پر تسلیم کیا ہے:۔

"ہندوستان کے مسلمان شاسکوں نے بہت شروع میں ہی اس دیش کو اپنا گھر بنا لیا۔ وہ یہیں پر بس گئے۔ قدرتی طور پر انہیں بھارت واسیوں کے ہت میں اپنا ہت اور ان کے اہت میں اپنا اہت دکھائی دینے لگا" (پرکاش ۳۰ مارچ)

اسی اڈریس میں میجر باسو نے لارڈ ولیم ہنٹنگ کے حسب ذیل الفاظ بھی اسی ضمن میں درج کئے ہیں:۔

"بہت سی باتوں میں مسلمانوں کا شاسن ہمارے شاسن سے بڑھ کر تھا۔ وہ جن دیشوں کو فتح کرتے تھے۔ انہیں میں بس جاتے تھے۔ وہ دیش واسیوں کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ اور انہیں میں شادیاں کرتے تھے۔ سب طرح کے ادھیکار اور پدوے انہیں دیتے تھے۔ فاتح اور مفتوح دونوں کا ایک دوسرے کے ہت میں ہت اور دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو جاتی تھی" (پرکاش ۳۰ مارچ)

ان اندرونی اور بیرونی شہادتوں کے بعد ہندوؤں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان کا یہ الزام کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے محبت نہیں۔ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور موجودہ سیاسی تحریکات سے مسلمانوں کی علیحدگی محض اس بے اطمینانی کے باعث ہے۔ جو ہندوؤں کے غیر منصفانہ رویہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔

کپورتھلہ کی شاہی مسجد اور ہنود

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے اپنی ریاست میں سرکاری خرچ پر مسجد تعمیر کرا کر مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے تو کوئی غیر معمولی کام نہیں کیا۔ کیونکہ گذشتہ مسلمان سلاطین کے علاوہ اعلیحضرت نظام حیدر آباد دکن اس وقت بھی لاکھوں روپے ہندو اور سکھوں کے معابد پر سرکاری خزانہ سے صرف کر رہے ہیں۔ لیکن ہندو نقطۂ خیال سے یہ ایک بے نظیر کارنامہ ہے۔ کیونکہ اس کی مثال کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ اور مل بھی کیونکر سکتی ہے۔ جو لوگ اس قدر تنگ دل اور متعصب ہوں۔ کہ اپنے ہم مذہبوں کو اپنے معابد میں داخل نہ ہونے دیں۔ ان سے کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ وہ کسی غیر مذہب کے لئے اپنی طرف سے عبادت خانہ بنائیں گے۔

ہندوؤں کی یہ تنگدلی اور تعصب اس موقعہ پر بھی چھپا نہیں رہا۔ جبکہ صاحب عظمت مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے اپنی ریاست میں ایک شاندار مسجد تعمیر کر کے نہایت ہی قابل تعریف مثال قائم کی ہے اور نہ صرف اپنی مسلمان رعایا کو بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ اور وہ عجیب رنگ میں اظہار رنج و الم کر رہے ہیں۔ چنانچہ "گورو گھنٹال" (۳۰ مارچ) لکھتا ہے:۔

"ہم نہیں جانتے۔ کہ مہاراجہ کپورتھلہ کو اپنے اہتمام سے اپنی ریاست میں شاہی مسجد بنانے کے لئے مبارکباد دیں۔ یا کپورتھلہ کے ہندوؤں کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں جن کے دھرم پر اس مسجد میں تعصب کے کلہاڑے ہر روز چلا کریں گے

اہلحدیث کی حدیث سے جہالت

مولوی ثناء اللہ صاحب "اہلحدیث" ۲۸ر فروری ۱۹۳۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کو جب کوئی الہام ہوتا تھا۔ تو آئندہ چل کر اس کے جو جو معانی تراشے جاتے تھے۔ اس وقت ان کو نہ ان کے الہام کنندہ کو خبر ہوتی تھی۔ بلکہ جیسا موسم ویسا چیل توڑ لیتے تھے"۔

ایک مخالف اور متعصب مخالف سے سوائے اس کے کوئی توقع نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ عامیانہ اور غیر سنجیدہ انداز میں اعتراض کرے۔ اور خدا کا خوف دل سے نکال کر ملہم کے علاوہ "الہام کنندہ" پر بھی حرف لائے۔ لیکن کسی رؤیا اور الہام کا مفہوم سمجھنے میں کوتاہی ہوجانا کوئی ایسی بات نہیں۔ جو ملہم کی صداقت کے خلاف ہو۔ ایک نبی انسانوں کے مقابلہ میں بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن خدا کے سامنے تو ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اسے ایسے حالات میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ جو خدا اور انسان میں امتیاز بتاتے ہیں۔ اسی لحاظ سے اور تو اور خود سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی ثابت ہے۔ کہ آپ نے اپنی بعض رؤیا کا جو مفہوم انسانی علم اور قیاس سے سمجھا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کی بجائے اور تھا۔ اور اس کا پتہ اسی وقت لگا۔ جب واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ چنانچہ آتا ہے:۔

عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الیٰ ارض بھا نخل فذھب وھلی الیٰ انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (ابن ماجہ باب تعبیر الرؤیا صفحہ ۲۸۹) کہ ابو موسےٰ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں مکہ شہر سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں۔ میں نے اسکی یہ تعبیر کی۔ کہ وہ شہر یمامہ یا ہجر ہے۔ لیکن بعد میں وہ شہر مدینہ یثرب نکلا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رؤیا کا جو مطلب سمجھا۔ وہ درست نہ تھا۔ اور جب مکہ شریف سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ تب اس کے اصل معنی کھلے۔ اور آپ نے اس کشف کو مدینہ کی ہجرت پر چسپاں کیا۔

اگر اس حدیث کو پیش کر کے کوئی غیر مسلم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہی الفاظ استعمال کرے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھے ہیں۔ تو وہ کیا جواب دے سکتے ہیں یہ ماہر ہوا کیجیم

۲۵۔ مارچ کی اطلاع مظہر ہے "گاندھی جی کے کیمپ میں بیماروں کی تعداد ۱۸ تک پہونچ گئی ہے"۔ جہاں اخبارات اس قسم کی خبریں "گاندھی جی کی فوج میں بیماری" (ہمت ۲۸۔ مارچ) کے عنوان سے شائع کر رہے ہیں۔ وہاں خود گاندھی جی کو بھی اپنے سپاہیوں کے لئے یہ "ہدایت" نافذ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کہ "حفظان صحت کے قواعد کی پابندی کریں۔ اور خدا پر بھروسہ رکھیں"۔ (انقلاب ۲۷۔ مارچ) گویا سول نافرمانی کے ارادہ سے روانہ ہوتے وقت گاندھی جی نے اپنے ساتھیوں سے قانون قدرت اور خدا کا مقابلہ کرتے ہوئے جو یہ کہا تھا۔ کہ "بیمار پڑنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ تم ہرگز بیمار نہ پڑنا"۔ اس کا بخوبی انہیں احساس ہو گیا ہے۔

سکھ اخبار "لائل گزٹ" (۹۔ مارچ) مہاراجہ صاحب پٹیالہ کے خلاف شور و شر کی وجہ بیان کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"موجودہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے محض راجپوتوں سے رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے دیوی کی اپاسنا شروع کر دی اپنے محلات میں دیوی کے مندر بنوائے۔ اور پتھروں کی مورتیاں جابجا نصب کرائیں۔ گورومت کی بجائے سن مت طریقہ سے شادی غمی کی مراسم شروع کرا دیں۔ تو ان کا پرتاپ بھی کم ہونے لگا۔ جس دن سے دیوی کی پوجا مہاراجہ نے شروع کی۔ دنیا نادانستہ طور پر ان کی مخالف ہوتی جا رہی ہے۔ اور ان کی مشکلات دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہیں"۔

اگر مہاراجہ صاحب پٹیالہ کی مشکلات کا باعث دیوی دیوتاؤں کی پوجا ہے۔ تو کہنا پڑے گا۔ کہ ہندوستان کی تمام مشکلات کا موجب بھی وہی لوگ ہیں۔ جو صدیوں سے دیوی دیوتاؤں کے پوجاری چلے آتے ہیں۔ اور جب تک وہ پتھر کی مورتیوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کے آگے سر نہ جھکائیں گے۔ ہندوستان بھی مشکلات سے نہیں نکل سکتا۔ کیا ہمارے ہندو بھائی جو ان دنوں بھارت ماتا کے دکھ دور کرنے کے لئے بڑی بے تابی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس بہتر کی بات کی طرف توجہ کریں گے۔

خوشی کی بات ہے۔ اگر سارے کے سارے ہندو نہیں تو اُن کا ایک حصہ دیوی دیوتاؤں کی بندشوں سے آزاد ہو رہا ہے۔ اور وہ ان کے ایسے قصے کہانیوں کے متعلق جن سے ان کی شکتی ثابت کی جاتی ہے۔ نہایت نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ چنانچہ "آریہ گزٹ" (۲۳ر مارچ) لکھتا ہے:۔

"جب کوئی شخص یہ پڑھتا ہے۔ کہ فلاں دیوتا نے فلاں دیوتا کی پتنی کا دھرم اس طرح بھرشٹ کیا۔ فلاں نے اس کنواری لڑکی کے ساتھ اس طرح کیا۔ اس سب کو پڑھ کر ایک انسان اشچریہ (متعجب) ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ رشی تھے۔ تو شیطان اور بدچلن کن کو بتایا جاتا ہے"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو خود دیوی دیوتاؤں سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ لیکن جب تک ان کا پورا پورا قلع قمع نہ ہو جائے گا۔ اس وقت تک ہندوستان کی مشکلات دور ہونے کے لئے انتظار کرنا پڑے گا۔

پچھلے دنوں پنجاب کونسل میں ایک سوراجی ہندو ممبر نے تقریر کرتے ہوئے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا۔ کہ "گورنمنٹ کو اتنا لمبا عرصہ حکومت کرنے سے بھی یہ معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ کسی ملک کو کس طریق سے قابو میں رکھنا چاہیئے"۔ ("زمیندار" ۸۔ مارچ ۱۹۳۰ء)

مگر اس بات پر کسی سوراجی کو افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب گورنمنٹ کو اتنا لمبا عرصہ حکومت کرنے سے بھی کسی ملک کو قابو میں رکھنے کا طریق نہیں معلوم ہوا۔ تو ہندوستان کو اس کے قابو سے نکالنا کونسی مشکل بات ہے۔ اور کیوں سوراجی اسے اپنے قبضہ میں نہیں کر لیتے۔

ان دنوں ہندو اخبارات بکثرت گاندھی جی کو "بیسویں صدی کے پیغمبر" کا خطاب دے رہے ہیں۔ اور باوجود مسلمانوں کی طرف سے اظہار ناراضگی کے اس کے استعمال پر مصر ہیں۔ اس سے جہاں ان کی مسلم آزار روش کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ان کی ساری پوتھیاں کسی ایسے لفظ سے قطعاً خالی ہیں۔ جسے گاندھی جی کے لئے بطور اعزاز استعمال کر سکیں۔

مکتوب امام علیہ السلام

چند سوالات کے جواب

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں چند سوالات بھیجے۔ جو معہ جوابات درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ ہی مستقل طور پر نبی ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ) مگر "حقیقۃ الوحی" میں فرماتے ہیں:۔ "پہلے میں اپنے لئے حضرت عیسےٰ پر جزئی فضیلت کا قائل تھا۔ اور اب کلی فضیلت حاصل ہونے کا مدعی ہوں" غلطی کے ازالہ میں جو تحریر ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس جگہ بھی نبوت سے انکار کیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔ نتیجہ یہ نکلا۔ کہ حضور کو اس وقت علم تھا۔ کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں۔ لیکن حقیقۃ الوحی کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو علم نہ تھا۔ کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں۔ ان دونوں تحریروں میں مجھے تناقض معلوم ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ تو یہ فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ علماء نے مجھ پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ اس لئے وہ کافر ہو گئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ جو مسلمان پر کفر کا فتوےٰ لگائے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ باقی عوام مسلمان انہی کے تابع ہیں۔ اس لئے وہ بھی انہی کے حکم میں ہیں۔ مگر ایک دوسری تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے کفر کی یہ وجہ نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں "جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا" (حقیقۃ الوحی) اس تناقض کو دور کیا جائے۔

سوال نمبر ۳۔ غیر مبائعین کہتے ہیں۔ میاں صاحب جب حج کو گئے۔ تو وہاں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ کیا یہ درست ہے؟

سوال نمبر ۴۔ غیر مبائعین کہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے حضور کے متعلق فرمایا تھا۔ میاں صاحب کفر و اسلام کے مسئلہ کو نہیں سمجھے۔

جواب نمبر ۱۔ سوال اول کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو ہمیشہ سے غیر تشریعی نبی پیش کرتے آئے ہیں۔ (نام کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ تعریف کے لحاظ سے) جو کام آپ اپنا بیان فرمایا کرتے تھے۔ اور جو تفصیل اپنے درجہ اور مقام کی بیان فرماتے تھے۔ وہ وہی ہے جو غیر تشریعی نبی کی ہے۔ لیکن اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ اس درجہ یا مقام کا نام محدد رکھتے تھے۔ اس وجہ سے انبیاء کے ساتھ جو غیر تشریعی نبی کو نسبت ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔ مثلاً فرماتے تھے۔ کہ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر صرف جزئی فضیلت حاصل ہے۔ لیکن جب آپ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بارش کی طرح وحی نازل ہوئی۔ کہ آپ غیر تشریعی نبی ہیں۔ تو آپ پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ جو درجہ اور مقام آپ اپنا پہلے بیان کرتے تھے حقیقت میں اسی کا نام غیر تشریعی نبوت ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہو گئی۔ کہ فضیلت کے متعلق جو آپ کے الہامات تھے۔ ان میں بھی جزئی فضیلت کا ذکر نہ تھا۔ پس دونوں بیانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ گو لفظاً آپ اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی نہ کہتے تھے۔ مگر اپنا کام اور درجہ جو بیان کرتے تھے۔ وہ وہی تھا۔ جو ایک نبی کا ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲۔ دوسرا سوال آپ کا کفر کے متعلق ہے۔ کہ بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء کے کفر کا فتوےٰ لگانے کی وجہ سے غیر احمدیوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور دوسری جگہ اپنے نہ ماننے کی وجہ سے انہیں کافر ٹھیرایا ہے۔ اس میں کوئی تناقض نہیں۔ یہ دونوں باتیں ایک ہی وقت میں ہو سکتی ہیں۔ مومن کو کافر کہنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ماموریت کے نہ ماننے کی وجہ سے بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام امتی نبی تھے۔ امتی کو کافر کہہ کر بھی غیر احمدی کافر ہو گئے۔ اور آپ کو نبی نہ مانکر بھی کافر ہوئے۔

جواب نمبر ۳۔ تیسری بات جو میرے کہ میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ہے۔ صحیح ہے۔ اس کا جواب متعدد بار دیا جا چکا ہے۔ کہ مغرب اور عشاء دو وقت کی نمازیں سنے غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھ کر دوہرائی تھی۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ طواف قدوم کرتے ہوئے جب نماز مغرب کا وقت آگیا۔ اور جماعت ہونے لگی۔ تو میں جماعت سے پیچھے ہٹنے لگا۔ لیکن نانا جان میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے مجھے منع کیا۔ اور فرمایا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے۔ کہ مکہ شریف میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔ میں نے ان سے کہا۔ میں تو اس مسئلہ کا قائل نہیں۔ مگر خلیفہ وقت کے حکم کی وجہ سے پڑھ لیتا ہوں۔ چنانچہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لی گئی۔ لیکن جائے قیام پر واپس آکر میں نے یہ دونوں نمازیں دوبارہ پڑھیں۔ اور عبدالمحی صاحب عرب کو بھی میں نے دوہرانے کے لئے کہا۔ پھر میر صاحب سے میں نے عبدالمحی صاحب عرب کی معرفت دریافت کیا۔ کہ کیا آپ کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھے حکم تو نہیں دیا۔ لیکن میں نے ان کا یہ فتوےٰ سُنا ہوا ہے۔ اس پر میں نے کہا۔ اگر آپ کی عام رائے پر فتوےٰ کا انحصار ہے۔ تو اُس کو میں خوب سمجھتا ہوں۔ بہر حال وہ دونوں نمازیں میں نے دوبارہ پڑھیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتوےٰ مجھے معلوم تھا۔ اور آئندہ کے لئے مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا بھی کوئی فتوےٰ نہ تھا۔ قادیان آنے پر میرے خلاف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے اس امر کی شکایت کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ جو انہوں نے کیا۔ ٹھیک کیا۔ میرا کوئی حکم نہ تھا۔

جواب نمبر ۴۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ میں کفر و اسلام کے مسئلہ کو نہیں سمجھا۔ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ کبھی غیر احمدیوں کو کافر کہتا ہے۔ کبھی مسلمان۔ اس مسئلہ میں جو میرا عقیدہ ہے۔ وہ لوگ نہیں سمجھے۔ حتیٰ کہ ہمارے میاں بھی نہیں سمجھے۔ پس جو سمجھنے والی بات ہے۔ وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خیال میں آپ کی اُن دونوں قسم کی بظاہر متضاد نظر آنے والی تحریروں کا اتفاق ہے۔ جن سے بعض لوگ فتوےٰ کفر کی تائید نکالتے ہیں۔ اور بعض سے اسلام کی۔

حضرت خلیفہ اوّل کا ایک خط

ایک صاحب کے ذریعہ ہمیں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا ایک خط دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جس کی نقل درج ذیل ہے:۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

اَلسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ نابالغ طلاق نہیں دے سکتا۔ ہاں جیسے میں نے اور ایک حدیث کا فقرہ لکھا ہے۔ جہاں اندیشہ زنا ہو۔ وہ امر مستثنیٰ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بادشاہ کے اختیار میں یہ بات ہے۔ پھر بھی جستجو کروں گا۔

جمعہ میں ایک امام اور ایک مقتدی کافی ہے۔ صدقہ فطر گیہوں ڈیڑھ سیر۔ جو تین سیر"۔

نور الدین ۱۳۔ نومبر سنہ ۱۹۱۰ء

کیا اب دُنیا کو مذہب کی ضرورت نہیں؟

انسانی پیدائش کا مقصد

نسل آدم کی پیدائش کا حقیقی مقصد صرف یہ ہے۔کہ وہ اپنے زندہ اور حی وقیوم خدا سے نہایت سچا اور وفادارانہ تعلق پیدا کرے اور بجائے زمینی بننے کے انوار الٰہیہ اپنے اندر جذب کرتے ہوئے طاقت بالا کا ایک غیبی ہاتھ اسے عالم بالا کی طرف لے جائے۔ مگر کہاں وہ عزیز و مقتدر ہستی۔ اور کہاں یہ ناچیز قطرۂ آب۔ بھلا کس طرح ہوسکتا ہے۔کہ انسان اس وراء الورا وجود کو صرف اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے معلوم کرسکے۔ جبکہ انسان کسی بڑے شہر کے قابل دید مقامات۔ اس کی تفریح گاہوں۔ اس کے قصور و منازل اس کے بازاروں۔ منڈیوں۔ اور پیچ در پیچ گلیوں کو بھی بغیر گائڈ بک کے خود بخود دیکھ نہیں سکتا۔ تو کس طرح ہوسکتا ہے۔کہ وہ خدا جس کا تصور بلند تر ہے۔ جس کی شان نہایت بالا ہے اس تک وہ خود بخود بغیر حقیقی رہبری کے پہونچ سکے۔ ایسا خیال سراسر حماقت ہوگا۔ کیونکہ انسانی روح اگرچہ اس غرض کے لئے سخت بیقرار ہوتی ہے۔کہ وہ خدا کی طرف پرواز کرے۔ آستانۂ الوہیت پر پانی کی طرح بہے۔ اور اظہار عبودیت میں کمال تذلل اور ابتہال دکھائے۔ مگر بوجہ انسانی ضعف کے وہ از خود اس کی راہوں کو معلوم کرکے اس کنز مخفی کو حاصل نہیں کرسکتی۔ بلکہ چیختی اور چلاتی ہے۔ پکارتی ہے۔کہ اے میرے رب۔ تو میری دستگیری فرما۔ جب انسانی ارواح کی یہ کیفیت ہے۔ تو وہ خدا جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ بھلا کس طرح گوارا کرسکتا ہے۔کہ اس کے بندے اس کے لئے تڑپیں۔ اور وہ جواب تک نہ دے۔ بلائیں اور وہ توجہ تک نہ کرے۔ جب درد موجود ہے۔ جب اس کی ٹیس سے انسانی روح کو ایک لمحہ بھی کل نہیں پڑتی۔ تو اسے کیوں طبیب حقیقی نہ ملے۔

غرض اسلام یہی کہتا ہے۔کہ تمہاری فطری کمزوری اور ضعف خلقت نے ہی خداوند کریم سے تقاضا کیا ہے۔کہ وہ تمہیں مذہب کی صورت میں اپنی تمام راہیں بتلائے۔ اور تم سے کہے۔ کہ آؤ۔ اگر مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ اگر میرا قرب اور وصال چاہتے ہو۔ تو ان میرے بتلائے ہوئے راستوں پر چلو۔ میں تمہیں ضرور مل جاؤنگا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

پس مذہب اور شریعت کی انسان کو اپنی زندگی کے ہر ایک لمحہ میں اشد ترین ضرورت ہے۔ کیونکہ مذہب ہماری پیدائش کی حقیقی غرض نہایت خوبی سے پوری کرتا ہے۔ اگر مذہب ہمارا ہادیٔ راہ نہ ہو۔ اگر خدا کے بتلائے ہوئے اصول ہمارے راہبر نہ ہوں۔ تو ہم یقیناً خدا تک نہیں پہونچ سکتے۔ ہم قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والی ناقص عقل کے ذریعہ سے اس ذات بے پایان کا عرفان ہرگز حاصل نہیں کرسکتے۔ اگر وہ پاک ذات ہمیں آپ اپنے ملنے کا طریق نہ بتلائے۔ تو خدا معلوم۔ ہم خدایابی کی کتنی ہی راہیں تلاش کرتے کرتے کہاں سے کہاں بھٹک جائیں۔ پس خدا کا بہت بڑا احسان ہے۔کہ اس نے بندوں پر مذہب کا دروازہ کھول دیا۔ ان کے بوجھوں کو ہلکا کردیا۔ ان کی منزل مقصود کو ان کے قریب تر فرمادیا۔ اور کہا۔کہ میرے ملنے کا یہ راستہ ہے۔ آؤ اور میرے قریب ہو جاؤ یہی طریق ہے جسے مذہب کہتے ہیں۔ اور یہی مذہب ہے۔ جس کی اشد ترین ضرورت ہے۔

مسلمانوں کی حالت

مگر افسوس۔ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔کہ وہ مذہب جیسی قیمتی چیز کو بھی بکلی رائیگان خیال کرتے ہیں۔ وہ آزادی کے نشہ میں چُور ہوکر اس مقدس عطیہ کو جسے خدائے ذوالجلال نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے آسمان سے نازل فرمایا تھا۔ نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور علی الاعلان کہتے ہیں۔کہ ہمیں مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ آہ وہ امت محمدیہ جس کا مذہب اپنے اندر جامعیت اور اکملیت رکھتا تھا۔ جسے الیوم اکملت لکم دینکم کا ممتاز شرف خدا نے عطا فرمایا تھا۔ ہاں وہی امت محمدیہ جس کا بانی خیر الرسل اور افضل الانبیاء تھا۔ اسی امت محمدیہ کے "ناخلف" فرزند آج کہتے اور اخباروں میں شایع کرتے ہیں۔کہ "مذہب کا دور (نعوذ باللہ) ختم ہوچکا" چنانچہ دہلی کے ایک رسالہ "کامیابی" میں کسی "حق پسند" نے اسی متذکرہ بالا عنوان پر ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ جسے اخبار "الخلیل" نے بھی شایع کرکے "علماء دین" سے استدعا کی ہے۔کہ وہ "شافی جوابات کے ذریعہ سے مذہب کی ضرورت اور ترقی یافتہ عقل انسانی پر اس کی فوقیت ثابت کریں"!!

میں نے ضروری سمجھا۔کہ مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے اور نیز مذہب کی مخالفت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ ان کی بطالت واضح کرنے کے لئے اس مضمون پر ایک تنقیدی نظر ڈالوں۔

مذہب اور عقل

مضمون نگار صاحب ابتدا میں ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا خیال ہے۔کہ مذہب کا دور یعنی ان شریعتوں کا زمانہ جو انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی ہیں۔ عرصہ ہوا ختم ہوچکا ہے۔ اور موجودہ دور آزادی عقل یعنی آزادی تحقیق و اجتہاد کا دور ہے۔ اس دور میں وہی لوگ فلاح یاب ہونگے جو عقل سلیم کی پیروی کرینگے۔ اور جو مذہب کے دامن سے وابستہ رہینگے۔ وہ قعر ذلت و نکبت میں گرتے چلے جائینگے"

"اگر ہم فلاح یاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو بجائے مذہب کی پیروی کے عقل کی پیروی فوراً اختیار کرلینی چاہئے"

ان سطور سے بالصراحت ظاہر ہو رہا ہے۔کہ راقم مضمون صاحب اس خطرناک غلط فہمی میں مبتلاء ہیں۔کہ مذہب اور عقل دو متضاد و متخالف چیزیں ہیں۔ اور ان دونوں کا باہمی تطابق ہرگز ممکن نہیں۔ یہ بات ان مذاہب پر تو عاید ہوسکتی ہے جو اپنی اصل شکل و صورت میں قایم نہیں۔ لیکن اسلام کے متعلق کس طرح کہی جاسکتی ہے۔ جو بار بار اپنے متبعین کو بڑے زور سے ترغیب دیتا ہے۔کہ سوچو۔ غور کرو۔ عقل سے کام لو۔ اور جو کچھ عجائبات صنعت زمین و آسمان میں بھرے پڑے ہیں۔ ان سے واقفیت حاصل کرو۔ چنانچہ مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علےٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ یعنی مومن وہ ہیں۔ جو اپنے خدا کو کھڑے اور بیٹھے نیز اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے بھی یاد کرتے ہیں۔ اور جو کچھ زمین و آسمان میں عجیب و غریب صنعتیں موجود ہیں۔ ان پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اور جب صنعت الٰہی کے لطائف اُن پر کھلتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اے خدا! تو نے ان کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ گویا مومن اگرچہ ہیئت دانی اور صفت شناسی سے نہایت گہرے طور پر واقفیت رکھتے ہیں۔ مگر دنیا پرست لوگوں کی طرح ان سے صرف اتنی ہی غرض نہیں رکھتے۔کہ مثلاً آفتاب و ماہتاب اور ستاروں وغیرہ کے یہ یہ خواص ہیں۔ بلکہ صنعت کی کمالیت شناخت کرنے کے بعد اور اس کے خواص کھلنے کے پیچھے صانع حقیقی کی طرف اپنی توجہ پھیرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے ایمان اور عرفان کو دم بدم مضبوط کرتے رہتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ فرمایا۔ یؤتی الحکمۃ من یشآء۔ و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا۔ یعنی خدا جسے چاہتا ہے۔ حکمت دیتا ہے۔ اور جسے حکمت دیدی گئی۔ دراصل اسے خیر کثیر دی گئی۔

اب غور کرنا چاہئے۔کہ ان آیات میں کس قدر علم و حکمت حاصل کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ مگر کیا یہ سب کچھ بغیر عقل و فہم کے انسان کو خود بخود حاصل ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس ضروری ہوا۔کہ انسان اپنی عقل کو ترقی دے۔ اور اپنے ذہنی قویٰ کو نشو و نما دے۔ تاکہ وہ ان رموز سے بخوبی واقفیت حاصل کرسکے۔

اسی طرح قرآن کریم اپنی تعلیم کی خوبی۔ اور سچائی کے اظہار کے لئے بھی انسانی عقل کو استعمال کرنے کی پرزور ہدایت کرتا ہے۔ جیسے فرمایا یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تعقلون۔ یعنی خدا اپنی آیات تم پر کھول کر ظاہر کرتا ہے۔ تاکہ تم اپنی عقلوں کو لگاؤ اور سمجھو۔ اسی طرح عقل کی طرف وہ مختلف پیرایوں میں اپیل کرتا ہے۔ جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ ان کے متعلق فرماتا ہے واذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوًا ولعبًا۔ ذالک بانھم قوم لا یعقلون۔ یعنی جب تم انہیں نماز کے لئے بلاتے ہو۔ تو وہ اسے ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ جس کی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ پھر ایک بدقسمت قوم کا ذکر فرماتا ہے۔ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔ یعنی دوزخی حسرت سے کہینگے۔ کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے۔ تو دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔ گویا شریعت اسلامی عقل کو ایسا اہم قرار دیتی ہے۔ کہ اگر اس سے کام نہ لیا جائے۔ تو انسان ناکامیوں، حسرتوں۔ اور مختلف قسم کی رنجشوں کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور وہ جیتے جی مختلف قسم کی آگوں میں جلتا رہتا ہے۔ پھر منکرین اسلام کے متعلق بھی فرمایا تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتّٰی ذالک بانھم قوم لا یعقلون۔ تم خیال کرتے ہو۔ کہ ان کے جتھے اور جمعیتیں ہیں۔ حالانکہ ان کے دل الگ الگ ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ عقل سے کام نہیں لیتے پھر ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا من الجن والانس۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم آذان لا یسمعون بھا۔ اولٰئک کالانعام بل ھم اضل اولٰئک ھم الغافلون۔ یعنی کئی جن و انس ہمارے پیدا کئے ہوئے جہنم کا شکار ہو رہے ہیں۔ مگر کس لئے؟ صرف اس لئے کہ ان کے دل تو ہیں۔ مگر ان میں فہم و فراست نہیں۔ آنکھیں بھی ہیں۔ مگر ان سے دیکھ کر فائدہ نہیں اٹھاتے۔ کان بھی ہیں۔ مگر ان سے سن کر نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ یہ لوگ بوجہ عقل سے کام نہ لینے کے چوپائے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی گئے گذرے۔

پس مذہب عقل کے ہرگز مخالف نہیں۔ اور نہ ہی مذہب یہ تعلیم سکھاتا ہے کہ اپنی عقل کو بیکار چھوڑ دو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب آزادی ضمیر اور آزادی عقل کو یعنی آزادی تحقیق و اجتہاد کو برابر قائم رکھتا ہے۔ پس حق پسند صاحب کا یہ فرمانا کہ "اگر ہم فلاح یاب ہونا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو بجائے مذہب کی پیروی کے عقل کی پیروی فوراً اختیار کر لینی چاہئیے" بالکل غلط ہے۔ کب مذہب نے کہا ہے۔ کہ تم عقل سے کام نہ لو۔ ذہن کو ترقی نہ دو۔ اور علوم حاصل نہ کرو۔ بلکہ اس نے تو بار بار ہمیں عقل کو ترقی دینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس نے ہمیں بیدار مرتبہ کہا ہے۔ افلا تعقلون۔ پس نہ تو مذہب کا دور ختم ہے۔ اور نہ ہی عقل مذہب سے علیحدہ چیز ہے۔ بلکہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اور وہ شخص جو مجرد عقل کی پیروی کرتا ہے۔ گھاٹے اور خسران میں رہتا ہے۔ کیونکہ علوم الٰہیہ اور باری تعالیٰ کا عرفان محض عقل سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مگر مذہب کا پابند انسان جہاں دنیاوی مراتب اپنی خداداد عقل سے حاصل کر سکتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا بن کر بھی اس کی رضاء اور خوشنودی کا وارث ہو سکتا ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔

گذشتہ مسلمانوں کی شان و شوکت

از منہ ماضیہ کے مسلمانوں پر ایک نگاہ ڈالو۔ وہ مذہب کے یقیناً پابند تھے۔ مگر باس ہمہ انہوں نے دنیا میں وہ عروج اور کمال حاصل کیا۔ کہ آج دنیا ان کے کارناموں سے محو حیرت ہے۔ وہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے یونانی علم ادب کے خزانوں کو عہد وسطیٰ سے دور جدید میں منتقل کر دیا۔ جنہوں نے پچھلے علوم کو قائم رکھا۔ اور نئے علوم کی بنیاد ڈالی۔ اگر مسلمان ان علوم کی حفاظت نہ کرتے۔ تو آج ارسطو کا فلسفہ اور بقراط کی حکمت کوئی بھی شخص معلوم نہ کر سکتا۔ مسلمانوں نے ان کی کتب کے تراجم کرائے۔ اور جو یونانی حکماء کے اہل وطن خود ان علوم سے بالکل غافل ہو چکے تھے۔ انہوں نے ان کے درس اپنی یونیورسٹیوں میں جاری کئے۔ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے جبر و مقابلہ، علم کیمیا۔ علم ہیئت۔ اور علم طب کو عروج پر پہنچایا۔ جنہوں نے قرطبہ کی سلطنت میں یونیورسٹیاں اور بغداد و قاہرہ میں ایسے عظیم القدر کتب خانے قائم کئے۔ جو اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ انہوں نے ستاروں کے نقشے اور جنتریاں بنائیں۔ تمام بڑے بڑے ستاروں کے نام رکھے۔ انہوں نے زمین کی جسامت کا تخمینہ کیا۔ زمین کی گردش کے راستہ کا پتہ لگایا۔ اور سال کے زمانہ کا تعین کیا۔ انہوں نے چاند اور سورج گرہن۔ سیاروں اور ستاروں کی گردشوں کے حسابات مرتب کئے۔ علم نجوم کے آلات بنائے۔ مختلف قسم کی گھڑیاں اور ان کے لنگر ایجاد کئے۔ علم کیمیا کی بنیاد ڈالی۔ گندھک اور شورے کے تیزاب اور الکحل ایجاد کئے۔ انہوں نے مخزن الادویہ اور دواسازی کی کتابیں شائع کیں۔ بڑے بڑے افسانے اور ناول تحریر کئے۔ اگر مذہب ترقی کا مانع ہوتا۔ اگر مذہب قوم کو ادبار و تنزل کی گہرائیوں میں گرانے والا ہوتا۔ اگر یہ صحیح ہوتا۔ کہ جو مذہب کے دامن سے وابستہ رہینگے۔ وہ قعر مذلت و نکبت میں گرتے چلے جائینگے۔ تو کیوں خانہ بدوش، بدوی اور علم و حکمت سے بے بہرہ عرب صرف مذہب کی بدولت سلاطین عرب و عجم کے استاد بن جاتے۔

پس یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کہ مذہب ترقی کا مانع ہے۔ یا مذہب قعر مذلت و نکبت میں گراتا ہے۔ یا مذہب عقل و حکمت کا دشمن ہے بلکہ مذہب جہاں انسانی عقل کو تیز کرتا ہے۔ وہاں روحانیت میں بھی انسان کو حیرت انگیز ترقی عطا فرماتا ہے۔ پس مذہب کا دور ہرگز ختم نہیں۔ بلکہ دائمی ہے۔ اور خواہ کوئی لامذہب بنے۔ پھر بھی وہ مذہب کی قیود سے ہرگز علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ لامذہبوں کے اپنے اصول بھی بجائے خود ایک مذہب ہوتے ہیں۔

ہاں بے شک یہ ضروری سوال ہے۔ کہ اگر مذہب قوم کو قعر مذلت میں نہیں گراتا۔ تو موجودہ دور کا مسلم کیوں ہر جگہ ذلیل اور خوار ہے! اس کا جواب بھی مذہب نے دیدیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔ مسلمانوں نے چونکہ عملاً مذہب کو خیرباد کہدیا ہے۔ اس لئے خدا نے بھی اپنی محبت و رحمت کا سلوک ان سے ہٹا لیا۔ اگر آج وہ مذہب پر سچے دل سے عامل و کاربند ہو جائیں۔ تو یقیناً خدا انہیں اب بھی دنیا میں عروج دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا نہ تو بخیل ہے۔ اور نہ ہی (نعوذ باللہ) کینہ توز بلکہ غفور اور رحیم ہے۔

محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کا نبی بننا

مولوی محمد علی صاحب نے ایک شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کے بارہ میں جو یہ جواب دیا ہے "نبی کا نام پانے کے لئے لکھا ہے۔ نہ نبی بننے کے لئے" (پیغام صلح ۱۹ر جون ۲۹ء) اس کے متعلق میں مولوی صاحب کی ایک ایسی تحریر پیش کرتا ہوں۔ جس میں انہوں نے واضح الفاظ میں حضور کے نبی بننے کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ آپ ریویو آف ریلیجنز اردو جلد ۵ نمبر ۴ کے صفحہ ۱۳۱ اور ۱۳۲ پر انبیاء علیہم السّلام کی ابتدائی خلوت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "علاوہ ازیں انبیاء علیہم السّلام شہرت پسند نہیں ہوتے۔ اور یہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ تا ناپاک لوگوں کو اس اعتراض کا موقع نہ ملے۔ کہ وہ ایک جاہ طلب اور شہرت پسند انسان ہے۔ جس نے یہی ایک ذریعہ شہرت حاصل کرنیکا سوچ لیا ہے۔ ان کے لئے اپنے گوشہ خلوت سے باہر نکلنا سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ مگر اپنے مولا کی رضا کے لئے اور اس کی فرمانبرداری میں وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ کر اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ جیسا کہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے۔ وہ بھی شہرت پسند نہیں"

کیا مولوی صاحب اپنی اس تحریر میں "مامور اور نبی کر کے بھیجا" کے الفاظ پر ایک لمحہ کیلئے ٹھنڈے دل سے غور فرما دینگے۔ اور کسی طرح اپنی پرانی اور نئی تحریر میں تطابق کر کے دکھا دینگے۔ کاش! اگر مولوی صاحب نے یہ ڈھونگ رچانا ہی تھا۔ تو وہ ایک عام اعلان کر دیتے۔ کہ آج سے میری تمام پہلی تحریروں کو لفظ غلط کی طرح مٹا ہوا سمجھو۔ (خاکسار ایم۔ آر۔ ملک)

13

ایک احمدی مُبلّغ کا ذکر مصر کے ایک معزز اخبار میں

قاہرہ (مصر) کے ہفتہ وار باتصویر اخبار "مصر الحدیثة المصورہ" نے اپنی ۱۹ فروری ۱۹۳۰ء کی اشاعت میں "رسول احمد المسیح" کے عنوان سے مولوی جلال الدین صاحب شمس کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

اخلاقی لیکچر سننے کے لئے میں ایک ادبی مجلس میں حاضر ہوا جس میں مختلف بلاد کے ہر قسم کے لوگ شریک تھے جلسہ کے آخر میں جب حاضرین مجلس نے ایک دوسرے سے تعارف کیا۔ تو ایک امریکن لیڈی نے قریب ہو کر سلام کرتے ہوئے ایک "رجل ہندی" پنجابی کی طرف مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اس نے سلام کا جواب تو نہایت اچھے الفاظ میں دیا۔ لیکن اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور لیڈی کے ساتھ مصافحہ کرنے سے قطعاً انکار کیا۔ ہماری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے ایک مشرقی کو دیکھا۔ کہ وہ ایک امریکن خاتون سے مصافحہ کرنے سے انکار کرتا ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ واقعہ مصر جیسے متمدن ملک میں اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔

زیادہ حیرانی اس بات سے ہوئی۔ کہ یہ پنجابی نوجوان نہ تو متعصب تھا۔ نہ علوم مروجہ سے ناآشنا۔ بلکہ ایک مہذب کریم الاخلاق۔ شریف مزاج۔ نیک طبیعت۔ خندہ رو۔ اور متواضع انسان ہے۔ پھر کیوں اس نے امریکن خاتون سے مصافحہ کرنے سے انکار کیا؟ جب ہم نے بصورت استفہام یہ سوال اس کے سامنے پیش کیا۔ تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے مذہب میں جائز نہیں۔ کہ میں کسی عورت سے مصافحہ کروں۔"

اس کے اس جواب نے ہمیں اور زیادہ تعجب میں ڈالا ہم نے اس سے دریافت کیا۔ آپ کا کیا مذہب ہے؟ اس نے کہا "میں احمدی ہوں۔" ہم نے پوچھا۔ کیا آپ مسلمان ہیں۔ اس نے کہا۔ "ہاں الحمد للہ۔" ہم نے کہا مسلمان تو عورتوں سے مصافحہ کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ "میں بھی ان کا احترام کرتا ہوں۔ لیکن ان سے مصافحہ کرنا میرے مذہب میں جائز نہیں۔" ہم نے پھر کہا۔ آپ کس مذہب کے آدمی ہیں۔ اس نے کہا "میں احمدی ہوں۔" میں نے اس کے جواب سے یقین کر لیا۔ کہ وہ آغا خان کا مرید اسمٰعیلی فرقہ سے ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا۔ کیا آپ اسمٰعیلی ہیں؟ اس نے مسکراتے ہوئے کہا "ہرگز نہیں میں تو مسلمان ہوں۔" میں نے کہا پھر آپ کیوں کہتے ہیں۔ "میں احمدی ہوں۔" اس نے کہا "میں فرقہ احمدیہ سے ہوں۔" ہم نے کہا فرقہ احمدیہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ "احمد المسیح کے تابعین" ہمیں اس لفظ (احمد المسیح) نے زیادہ حیرانی میں ڈالا۔ اور ہم اسے سنکر بہت ہنسے۔ کہ ایک شخص احمد اور مسیح دونوں لفظوں کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم نے پوچھا۔

کیا احمد المسیح کوئی تاریخی انسان ہے؟ اس نے کہا "ہاں وہ تاریخی انسان ہے۔" ہم نے کہا وہ کہاں پیدا ہوا۔ اور کب؟ اس نے کہا "وہ قادیان پنجاب میں ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوا۔" ہم نے کہا۔ کیا وہ خدا ہے۔ اس نے کہا "ہرگز نہیں وہ صرف ایک انسان ہے۔" ہم نے کہا پھر آپ کس طرح کہتے ہیں۔ کہ وہ المسیح ہے۔ اس نے کہا۔ "وہ المسیح المنتظر ہے۔ اور وہ وہی ہے جسے لوگ مہدی معہود کہتے ہیں۔ اور جو آخر زمانہ میں ظاہر ہو کر دین کی اصلاح کریگا۔ عدل پھیلائیگا۔ اور لوگوں کو ان کے صحیح راستے پر واپس لائیگا۔"

یہ عجیب و غریب خبر سنکر میں حیران ہوا۔ اور میں نے آگاہی حاصل کرنے کے لئے مزید رغبت کا اظہار کیا۔ اور اس کے لئے ہم نے ایک دوسرے سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا۔

دوسرے دن جب ہم ایک ہوٹل میں جمع ہوئے۔ تو وہ پنجابی نوجوان مرزا احمد المسیح کی ولادت کے متعلق حیران کن باتیں بیان کرنے لگا۔ کہ کس طرح اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور کس طرح لوگ اس کے گرد جمع ہوئے۔ اور کس طرح اس نے فرقہ احمدیہ کی تنظیم کی اس نوجوان نے مجھے سلسلہ احمدیہ کی کتب دکھائیں۔ اور اس کے بعض اصول بیان کئے۔

شام کے وقت معبد الازبکیة میں ہم حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ وہی پنجابی عیسائیت کے رد میں لیکچر دے رہا ہے۔ اور ایک جوش مارنے والے سیلاب کی طرح کتب مقدسہ (عہد جدید و عتیق) کی آیات بغیر کسی رکاوٹ اور زبان کی لکنت کے پڑھ رہا ہے۔ انہیں ایک دوسری سے ربط دیکر اپنی رائے کی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ اس نے بہت طویل لیکچر دیا۔ اور بعض آیات قرآن مجید اپنی تائید میں لا کر ان کی ایسی اعلےٰ تفسیر کی جو میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے نہیں سُنی۔ گو وہ تمام باتیں جو اس نے بیان کیں میرے نزدیک عجائبات سے تھیں۔ مگر ان سب سے عجیب بات یہ تھی جو اس نے بیان کی۔ کہ اگر انہیں (احمدیوں کو) کوئی لیکچر دینے کے لئے مدعو کرے۔ تو وہ اس کے لئے اُجرت نہیں مانگتے۔ وہ باوجود مخالف اسباب کے وحدت اسلامیہ کی محافظت کرتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے۔ وہ عورتوں کو باہر مجالس میں بلا پردہ نہیں جانے دیتے۔ وہ نبوۃ (غیر تشریعی) کو ہمیشہ جاری مانتے ہیں۔ اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ان کی تبلیغ تمام دنیا میں پھیل جائے گی۔

میں نے پوچھا کس قسم کے ممالک میں آپ لوگ تبلیغ کرتے ہیں۔ اس نے کہا۔ "تمام دنیا کے ممالک میں۔" میں نے کہا کیا آپ کے مبلغ اور مشنری لندن میں ہیں؟ اس نے کہا۔ "سب سے پہلے وہاں ضرورت تھی۔" میں نے کہا۔ کیا خاص لندن میں؟ کہا "خاص انگلستان کے دارالحکومت لندن میں۔" میں نے کہا۔ کیا اس تبلیغ کا کچھ فائدہ بھی ہوا؟ اس نے کہا "کیوں فائدہ نہ ہوتا۔ سب سے پہلی مسجد انگلستان کے دارالحکومت میں ہم نے ہی تعمیر کرائی ہے۔" میں نے کہا۔ کیا تم وہ لوگ ہو۔ جنہوں نے وہاں مسجد بنائی یا مسلمان؟ اس نے کہا "ہم ہی وہ مسلمان ہیں۔" پھر اس نے مسجد کے متعلق سارا واقعہ سنایا۔ کہ وہ مسجد اس چندہ سے بنائی گئی ہے۔ جو احمدی خواتین نے جمع کیا تھا۔ اور جب یہ "المعبد الاحمدی" مسجد بنکر تیار ہو گئی۔ تو اس کے افتتاح کے لئے ایک شاندار اجتماع منعقد کیا گیا۔ اور بادشاہ حجاز ابن سعود کے شہزادہ کو افتتاحی رسم ادا کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ اس نے اپنے باپ ابن سعود کو اس کے متعلق لکھا۔ تو اس کا باپ اس بات سے بہت خوش ہوا! لیکن ہمارے مخالف لوگوں نے شہزادہ کو اس بات سے روکا۔ اور کہا۔ کہ وہ افتتاحی رسم ادا نہ کرے کیونکہ وہ ایک امر منکر ہے۔ شہزادہ نے اپنے باپ کو لکھا۔ کہ وہ اسے اس بات سے روک دے۔ کیونکہ یہ معبد مسلمانوں کا نہیں۔ بلکہ ایک عام عبادت گاہ ہے۔ جس میں غیر مسلم جمع ہوا کرینگے۔ اس پر ہم نے شاہزادہ کو بتایا۔ کہ یہ اس کا خیال غلط ہے۔ یہ معبد تو اہل نجد کے طریق پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اور ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے۔ جو ایک اللہ کی عبادت کرے۔ تو اس کلمہ نے شاہ حجاز کی طبیعت کو نرم کر دیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے کو اس مسجد کا افتتاح کرنے

سے جو ایک اللہ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے روکنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اس نے لکھا۔ وہ جب چاہے وہاں جاکر خطبہ پڑھے۔ لیکن شاہزادہ کو جرأت نہ ہوئی۔ اور علماء سے ڈر گیا۔

پھر میں نے اس سے اس کا نام دریافت کیا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ اس کا نام جلال الدین شمس ہے۔ اور اس کی عمر ۲۹ سال ہے۔ اس نے احمدیت اپنے والد سے ورثہ میں پائی ہے۔ اور وہ پیدائشی احمدی ہے۔ اس نے کہا جب ۲۵ سال کی عمر میں وہ مبلغ ہو کر شام میں آیا۔ تو وہاں کے علماء اور امراء اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے کوشش کی۔ کہ اسے شام سے جلاوطن کیا جائے۔ لیکن وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور وہ وہاں دو سال رہا۔ اور پچاس کے قریب احمدی بنائے جو تمام کے تمام احمد المسیح کی نبوۃ پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔

پھر اس نے کہا۔ وہ حیفا میں آیا۔ اور ایک سال سے زیادہ وہاں ٹھیرا۔ اور وہاں بھی ۵۰ کے قریب احمدی ہوئے۔ اور اب مصر میں وہ اسی غرض کے لئے آیا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ تمام لوگ احمدی ہو جائینگے؟ اس نے کہا ضرور ہماری تبلیغ اور دعوۃ روئے زمین پر پھیل جائیگی۔ میں نے کہا اس بات کے لئے تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اس نے جھٹ ایک الہام جو پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ اور جو مرزا احمد المسیح پر اللہ نے نازل کیا ہے سنایا۔ جس میں اللہ تعالے کہتا ہے۔ کہ عنقریب وہ تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیگا۔ میں نے کہا۔ کیا تم اس پیشگوئی پر کامل یقین رکھتے ہو۔ اس نے کہا بیشک احمد المسیح کی کوئی ایسی پیشگوئی نہیں۔ جو پوری نہ ہو۔ کیونکہ جو کچھ اس نے کہا اور جس کا دعوے کیا ہے۔ وہ خدا کی وحی کے ماتحت کیا ہے۔ ہم اس پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی عنقریب پوری ہوگی۔ اور تمام لوگ اپنے رب اور اس دین حق کو پہچان لیں گے جیسے حضرت عیسےٰؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم لائے۔ اور جس کی احمد المسیح نے اشاعت کی۔

اس مذہب (فرقہ احمدیہ) نے آج کل تمام دنیا سے مذہبی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ اور یہ لوگ انگلستان فرانس امریکہ ایشیاء اور افریقہ کے بہت سارے ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں اور عیسائیوں کو اپنا مذہب قبول کراتے رہتے ہیں۔ ان کی ایک منظم اور ترقی کرنے والی جماعت ہے اور یہ جماعت امید رکھتی ہے۔ کہ وہ لوگوں میں سے تعلیم یافتہ طبقوں اور اکثر متمدن ممالک کو اپنی طرف کھینچ لے گی؟

دانیال کی پیشگوئی اور اہلحدیث کی گجروی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ہر الہامی کتاب میں ثبوت موجود ہے۔ اسی لئے یہود و نصاریٰ پر اتمام حجت کی خاطر حضور نے اپنی کتب میں ان کی مسلمہ پیشگوئی متعلقہ ۱۲۹۰ء یعنی دانیال نبی کی پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مطابق اس پر اعتراض کر کے اسی کو "سب سے مضبوط حربہ" قرار دیا۔ ہم نے ان کے شکوک کو نہایت تفصیل اور بسط سے الفضل مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں دور کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے تو خاموشی اختیار کی۔ ہاں حسب عادت اپنی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے۔ اور اپنی "پریشانی" کو دوسروں سے منسوب کرنے لگ گئے۔ البتہ ایک نوٹ جناب صابری بریلوی کی طرف سے اہلحدیث ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہؤا جس میں نفس مضمون پر تنقید کی بجائے اس استدلال یا دانیال کی پیشگوئی کی تطبیق کو بہائیت سے سرقہ قرار دیا۔ چنانچہ مضمون کا عنوان ہے "دانیال کی پیشگوئی اور قادیانی نقل باز" اس نوٹ کے اخیر پر لکھا گیا تھا۔ پیشگوئی کے دوسرے حصہ کی بحث دلچسپ ہے۔ وہ پھر کسی وقت معروض ہوگی" ہم نے اس "دلچسپ بحث" کا اب تک انتظار کیا۔ مگر اس کی دلچسپی ہنوز "در بطن" کی ہی مصداق ہے۔ اس لئے اس نوٹ ہی کے متعلق کچھ لکھنا ضروری ہے۔

دانیال نبی کی پیشگوئی پر بحث کا حق

میں نے الفضل کے محولہ بالا پرچہ میں لکھا تھا۔

"یہود یوں کا حق تھا۔ کہ ہم سے اس پیشگوئی کی تفصیلات پر گفتگو کرتے۔ عیسائی اس کے متعلق شبہات پیش کرنے میں حق بجانب ہوتے۔ مگر مولوی (ثناء اللہ) صاحب کے لئے جو قرآن مجید اور احادیث کو ہی حجت قرار دیا کرتے ہیں۔ مناسب نہ تھا۔ کہ اتنی سی بات پر بے جا اصرار کر کے اسے سب سے وزن دار دلیل گردانتے۔ درانحالیکہ ان کے نزدیک بائبل ایک محرف۔ غیر معتبر۔ اور ناقابل استناد کتاب ہے" اگرچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کھلے طور پر اس معقول وجہ کو تسلیم نہیں کیا۔ تاہم حاشیہ میں یہ اقرار کر لیا ہے۔ کہ "اسلامی کتب میں اس نام کا نبی مذکور نہیں" نہایت واضح بات ہے۔ کہ جب دانیال نبی تمہارے مسلمات میں سے نہیں۔ اس کا نام تک "کتب اسلامی" میں موجود نہیں۔ تو پھر اس پر اعتراض کے متعلق یہ لکھنا۔ کہ

"سچ تو یہ ہے۔ کہ ہمارے پاس تکذیب مرزا پر جتنی دلائل ہیں۔ ان میں سے دانیال والی پیشگوئی سب سے وزندار ہے۔ اس لئے ہم اپنے ناظرین کو جو مباحثات قادیانیہ سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کو توجہ دلاتے ہیں۔ (اگرچہ کسی اہلحدیث مولوی نے بھی اس طرف توجہ نہیں کی اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ ناقل) کہ وہ سب سے پہلے (قرآن وحدیث کی بجائے ناقل) اسی دلیل سے کام لیا کریں" (اہلحدیث یکم نومبر ۱۹۲۹ء)

کہاں تک درست ہے۔ کیا اس امر کا کھلا کھلا اعتراف نہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف غیر احمدی علماء کے پاس از روئے قرآن و احادیث کوئی اعتراض نہیں ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے آریہ کہے۔ کہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہمارے دلائل میں سے سب سے "وزن دار دلیل" بائبل کی فلاں پیشگوئی ہے ع

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

پس اس پیشگوئی کے متعلق مولوی ثناء اللہ اور ان کے رفقاء کو اصولاً بحث کرنے اور وزن دار دلیل قرار دینے کا کوئی حق نہیں۔ تاوقتیکہ وہ اس کو اپنے مسلمات میں داخل نہ کریں۔ اسی لئے ہم نے پہلے ہی لکھدیا تھا۔ کہ اس پر بحث کرنے کا یا اس کو سب سے وزن دار دلیل کہنے کا حق محض یہود و نصاریٰ کو ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی نئی پریشانی

آپ ہمارے جواب سے بہت پریشان ہوتے ہیں۔ اور جناب صابری کی بہائیت نوازی کو از بس غنیمت جان کر آپ نے "مدیرانہ نوٹ" میں ان تمام حوالجات کو ہضم کرتے ہوئے جو الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء میں درج تھے۔ صرف اتنا لکھنے پر اکتفاء کی ہے۔ کہ

"مرزا صاحب کی عمر کا حساب ان کی پیدائش سے ہو سکتا ہے۔ جو انہوں نے خود ہی بتائی ہوئی ہے۔ کہ چودھویں صدی ہجری کے شروع ہونے کے وقت میری عمر پورے چالیس سال تھی۔ اور براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر ۷۴ اور ۸۶ سالوں کے درمیان ہوگی۔ (اہلحدیث ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء) حالانکہ یہ بات از خود غلط ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس نے تریاق القلوب ص ۲۸

له :۔ عالم بدحواسی میں آپ نے اسی حوالہ کو اہلحدیث ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء میں "۷۵ سال سے ۸۵ سال کے درمیان" لکھا تھا۔ ہماری تنبیہ کے باوجود اب "چوہتر اور چھہتر سالوں کے درمیان" لکھدیا ہے اصل حوالہ میں "چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر" درج ہے۔ کیا اس قدر بدحواسی کے باوجود ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ وہ میدان صحافت سے "شاندار پسپائی" کا اعلان کریں:

پر ذکر فرمایا ہے۔ کہ "جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی۔ تو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا" اور پھر خود دوسری جگہ زمانۂ الہام کا ذکر بایں الفاظ فرمایا ہے۔

"ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۹)

گویا اس حساب سے ۱۲۹۰ ہجری میں حضورؑ کی عمر چالیس برس ہوئی۔ اور ۱۳۲۶ھ میں پورے چھہتر سال ہو گی۔ یہی وہ اندازہ ہے۔ جسے مولوی ثناء اللہ مدت سے تسلیم کر چکے ہیں۔ مثلاً آپ نے لکھا ہے:۔

"مرزا صاحب کہہ چکے ہیں۔ کہ میری موت عنقریب اسّی سال کے کچھ نیچے اوپر ہے جس کے سب زینے غالباً آپ طے کر چکے ہیں" (اہلحدیث ۳ر مئی ۱۹۰۸ء) پس اب اس قسم کی پریشان خیالیوں سے حق چھپایا نہیں جا سکتا۔

الیس منکم رجل رشید؟

صابری صاحب کی غلط فہمی

آپ نے ظہور نبوی سے ۱۳۳۵ سال لینے پر بایں الفاظ اعتراض کیا ہے۔ کہ

"اس عبارت میں مرزا صاحب کے عقیدے کے خلاف بجائے سنہ ہجری کے سال بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حساب لگایا گیا ہے جس کا انہیں (یعنی مجھے) حق نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا اپنا بیان جس میں سن ہجری کا صاف ذکر ہے۔ غلط ہوتا ہے" (اہلحدیث ۱۳ر دسمبر ۱۹۲۹ء)

گویا یہ حساب درست اور صحیح تو ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ لیکن یہ محض مغالطہ ہے ہم نے پہلے مضمون میں خود حضرت مرزا صاحب کے الفاظ لکھے تھے۔ کہ

"اس فقرہ میں دانیال نبی بتلاتا ہے۔ کہ اس نبی آخر الزمان (جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے) کے ظہور سے جب بارہ سو نوتے برس گزریں گے (یعنی ۱۲۹۰ سے پہلے نہیں بعد ہی۔ ناقل) تو وہ مسیح موعود ظاہر ہو گا" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۱۶)

پھر حضور نے اسی ذکر میں دوسری جگہ لکھا ہے۔

"یہود کی پوری بدطینی کا وہ زمانہ تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲)

لہذا ۱۳۳۵ کے لئے "سال بعثت" مراد لینا حضرت مرزا صاحب کے عقیدہ کے برخلاف نہیں۔ یہ محض صابری صاحب کی غلطی ہے۔ لیکن بالفرض اگر ایسا ہو بھی تو کیا انہیں معلوم نہیں۔ کہ "اطولکن یدًا" والی پیشگوئی میں باوجودیکہ ازواج مطہرات نے اپنے ہاتھ بھی ناپے۔ مگر واقعات نے بتا دیا۔ کہ اس سے مراد سخاوت تھی۔ ایسا ہی حضور نے اپنا مقام ہجرت یمامہ یا ہجر تعین کیا تھا۔ مگر واقعات نے مدینہ منورہ ثابت کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بطور اصول بیان فرمایا ہے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جب پیشگوئی ظہور میں آ جائے۔ اور اپنے ظہور سے اپنے معنے آپ کھول دے اور ان معنوں کو پیشگوئی کے الفاظ کے آگے رکھ کر بدیہی طور پر معلوم ہو۔ کہ وہی سچے ہیں۔ تو پھر ان میں نکتہ چینی کرنا ایمانداری نہیں ہے" (ضمیمہ براہین پنجم صفحہ ۸۵)

پس اول تو سال بعثت مراد لینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ کے عین مطابق ہے۔ لیکن بالفرض مخالف بھی اگر ہوتا۔ تب بھی اہلحدیث کو اس پر ان واقعات کی موجودگی میں اعتراض کرنے کا حق نہ تھا۔

چہ دلاور است دزدے

آخری ہتھیار "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کے مطابق آپ نے اس استدلال بلکہ اس پیشگوئی کے بیان کو ہی اہل بہار کی نقل بتایا ہے۔ آپ نے بہت اتراتے ہوئے ابوالفضائل کی کتاب "شرح آیات مورخہ" سے عبارت درج کی ہے۔ کہ اس نے اس پیشگوئی کو اسی طریق سے بہاء اللہ پر چسپاں کیا ہے۔ انہیں یہ پڑھ کر بے حد حیرت ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ جو بہائیات میں قدم قدم پر لغزش کھا رہے ہیں۔ اور جنہیں ہنوز بہاء اللہ کے دعوی کی تعیین میں ہی دقتیں پڑ رہی ہیں۔ اور باوجودیکہ مانتے ہیں۔ کہ

"فاضل ایڈیٹر کوکب ہند فرماتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ نے ہرگز ہرگز نبوت و رسالت کا دعوی نہیں کیا۔ اور نہ ہم (بہائی صاحبان) انہیں نبی و رسول مانتے ہیں۔ اور نہ ہی بہائی لٹریچر میں لفظ نبوت و رسالت ان کی طرف منسوب ہے" (اہلحدیث ۱۴ر فروری ۱۹۳۰ء)

مگر پھر بھی احمدیت کی تردید کا واسطہ دیکر ان سے اسی اعتقاد کے اظہار کے لئے منتیں کر رہے ہیں اگر ایسا نہ لکھیں۔ تو کیا کریں۔ دیکھئے مولوی ثناء اللہ ایسا سادہ لوح جو بہائیات میں بالکل طفل مکتب ہے بہاء اللہ کے لفظ "یا رسول یلکوک ھالک الوجود" میں الجھ کر اسے مدعی رسالت کہہ رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یہ بہاء اللہ کا کلام ہے۔ وہ خود یا رسول کیسے کہہ سکتا ہے؟ دراصل بات یہ ہے۔ کہ جس طرح حواریوں کو عیسائی لوگ حضرت مسیح (ان کے زعم میں ابن اللہ) کے رسول مانتے ہیں ایسا ہی بہاء اللہ نے اپنے بعض مریدوں کو "رسول" کے لفظ سے خطاب کیا ولبس۔

پس صابری صاحب کا یہ "جدید نظریہ" اگرچہ سراسر باطل اور برعکس ہے۔ تاہم ان کی بے بضاعتی کا کھلا اعلان ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں۔ کہ "شرح آیات مورخہ" نام کی کتاب ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ اور مہر محمد خان نے جو احمدیت سے مرتد ہوا تھا۔ اسے شائع کیا ہے۔ جیسا کہ اس کے مقدمہ میں مذکور ہے؟ بایں ہمہ یہ کہنا کہ ہم نے اس سے سرقہ کیا ہے۔ یقیناً معنونہ ضرب المثل کی پوری تصدیق ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے احمدیت سے یہ استدلال نقل کیا ہے۔ اور مہر محمد خان نے بہائیت کو احمدیت کی شان سے مزین کرنا چاہا ہے۔ مگر آپ ہیں کہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" پر عمل پیرا ہیں۔ کیا اسی تحقیق پر اس قدر شوراشوری تھی۔ ہم غیر مبہم الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس بارہ میں بہائیت نے احمدیت سے نقل کی ہے۔ اور اس کا ذریعہ مہر محمد خان بنا۔

وقت پر ظاہر ہونے والا موعود

آپ نے آخر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "جب بہاء اللہ ٹھیک وقت پر موجود تھے۔ تو جناب مرزا صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ ؎

وقت تھا وقت مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

کیا حقیقت رکھتا ہے"

سو یاد رہے۔ کہ بہاء اللہ ناسخ شریعت اسلامیہ تھا۔ وہ اسلام کی تائید اور قرآن مجید کی تصدیق کے لئے نہیں کھڑا ہوا تھا۔ بلکہ ان کے مٹانے اور اپنی شریعت کو رواج دینے کے لئے اٹھا تھا۔ بالمقابل حضرت مرزا صاحب شریعت اسلامیہ اور اسلام کو برقرار رکھنے کے لئے آئے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ آپ نے نہایت امید افزا اور مسرت آمیز بشارت سنائی ؎

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

کیا اب بھی آپ بہاء اللہ کو "ٹھیک وقت پر موجود ہونے والا" کہہ سکتے ہیں جس مسیحا کا حضرت اقدس نے مطالبہ کیا ہے وہ وہ ہے۔ جسے اسلام کی تائید اور قرآن مجید کے ثریا سے لانے کے لئے آنا تھا۔ اور جس کے لئے غیر احمدی چشم براہ تھے۔ کیا آپ دیانتداری سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ اسلام کی تائید کے لئے آیا تھا۔ ہاں "ناسخ قرآن" کے مضمون کو پڑھ کر بتائیں۔ کہ کیا حضرت مرزا صاحب کا فرمانا درست نہ تھا۔ یقیناً درست تھا۔ کیونکہ بہاء اللہ کا وجود و علام اسلام کے لئے برابر بلکہ سخت مضر تھا۔ امید ہے کہ آیندہ صابری صاحب اس قسم کی ژولیدہ بیانی سے اجتناب اختیار کرینگے: (خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری قادیان)

16

67

موصیوں سے خطاب

اپنے معاہدات کی پابندی کرو

تمام موصی اصحاب خدا تعالےٰ کے ساتھ یہ عہد کرتے ہیں۔ اور اپنا اقرار لکھ کر دفتر بہشتی مقبرہ میں بھیجدیتے ہیں کہ ہم تا زیست اپنی ماہوار آمدنی کا کم سے کم ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت (حصہ آمد) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتے رہینگے۔ موصیوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس عہد کو دیانتداری کے ساتھ نبھا رہی ہے۔ اور وہ اپنا ماہواری حصہ آمد باقاعدگی کے ساتھ اپنے اقرار کے مطابق داخل کر رہے ہیں۔ مگر بعض موصیوں کے کھاتہ جات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایسے بھی ہیں۔ جو کچھ غفلت دکھا رہے ہیں۔ انکے ذمہ حصہ آمد باقاعدہ ماہوار نہ آنے کی وجہ سے بقایا بڑھ رہا ہے۔ اور وہ اپنے اس عہد کو جو کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کیا ہے۔ پورا کرنے میں کوتاہی کر رہے ہیں۔

ایسے احباب کو علم ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے دسواں حصہ آمد کا اشاعت اسلام کی غرض سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے لکھکر اقرار کیا ہے۔ اور یہ ذمہ واری اپنے اوپر بلا جبر و اکراہ خود خوشی سے یعنی اپنے ایمان کے جوش اور اخلاص سے لی ہے۔ مثلاً ایک موصی کی -/۱۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہے۔ تو وہ اس میں سے مبلغ -/۹۰ روپیہ خود خرچ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ مگر -/۱۰ روپیہ خرچ کرنے کا اس کو قطعاً حق نہیں۔ کیونکہ یہ دسواں حصہ اب خدا تعالےٰ کا مال ہے۔ جس طرح ایک متقی انسان دوسرے کسی آدمی کے روپیہ کو اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ دسواں حصہ بھی جو خدا تعالےٰ کا مال ہے۔ اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ روپیہ ماہوار باقاعدگی کے ساتھ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آنا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ڈائری جو ۵ر جولائی ۱۹۰۵ء کی ہے۔ اس کے پڑھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس میں سے چند سطریں میں اس غرض سے شائع کرتا ہوں کہ تا مخلص اصحاب ہوشیار ہو جائیں۔ اور وہ کوئی ایسا فعل نہ کر بیٹھیں۔ جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اللہ تعالےٰ کے ساتھ معاہدے ہوتے ہیں۔ ان کو نباہنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی ادنےٰ درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا۔ تو پھر احکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اپنا چہرہ دکھلا سکتا ہے۔ ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتی ہیں۔ اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں“۔ پس میں بقایا دار مخلص احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے ذمہ کے بقائے بہت جلد بھیجدیں۔ اور آئندہ کسی قسم کا بقایا نہ ہونے دیں۔ آپ لوگ وہ ہیں۔ جنہوں نے وصیتیں کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عملی ثبوت دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ لوگوں کیلئے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے تین دفعہ نہایت الحاح کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور مندرجہ ذیل دعا کی ہے۔

”یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین پھر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے۔ اور دنیا کی اغراض کی ملونی انکے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا رب العالمین۔ پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے۔ جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے۔ اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین“

پس اپنے آپ کو ان دعاؤں کا مصداق بنانے کے لئے تا زیست جد و جہد کرتے رہو۔ (سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔ قادیان دارالامان)

نتیجہ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی اور نہج المصلی کے امتحان کیلئے پہلا اعلان ماہ جون ۱۹۳۸ء میں کیا گیا۔ اور دوستوں سے عرض کیا گیا۔ کہ اسکے لئے اپنے نام پیش کریں متعدد مرتبہ اعلان کرنے پر حقیقۃ الوحی کیلئے بارہ دوستوں نے اپنے نام لکھائے اور نہج المصلی کیلئے سات نے۔ ان سات میں سے ۷ دوست اول الذکر امتحان میں بھی شامل تھے۔ اسطرح گویا نام لکھانے والوں کی کل تعداد بارہ تھی۔ ان میں سے ایک دوست جو قادیان کے تھے۔ انہوں نے اپنی مصروفیت کیوجہ سے درمیان میں ہی انکار کر دیا۔ اور باقی ۱۱ رہ گئے۔ لیکن افسوس انمیں سے بھی جواب صرف پانچ کی طرف سے ملے۔ ایک دوست کے فوت ہو جانے کی وجہ سے انکے پرچے واپس آ گئے۔ دو خواتین بوجہ مصروفیت پرچے حل نہ کر سکیں ایک دوست بیماری کیوجہ سے صرف ایک پرچہ حل کر سکے۔ باقی کی طرف سے تا حال پرچے واپس نہیں آئے۔ بہرحال جنہوں نے عملاً امتحان دیا انکے نام اور حاصل شدہ نمبر ہر دو امتحانات کے شائع کئے جاتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی کا امتحان دینے والوں کی فہرست

(۱) مرزا محمد حسین صاحب کلرک آرسنل راولپنڈی حال کوہاٹ ۴۷/۱۰۰

(۲) ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ ۴۲/۱۰۰

(۳) مولوی محمد الدین صاحب کھاریاں ضلع گجرات ۵۶/۱۰۰

(۴) بابو عظیم الدین صاحب اسسٹنٹ پوسٹماسٹر بلگام ۸۵/۱۰۰

نہج المصلی کا امتحان دینے والوں کی فہرست

(۱) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کیمبل پور ۹۰/۱۰۰

(۲) مرزا محمد حسین صاحب کلرک راولپنڈی حال کوہاٹ ۷۸/۱۰۰

(۳) ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ صاحب ۵۷/۱۰۰

امتحان حقیقۃ الوحی میں بابو محمد عظیم صاحب اسسٹنٹ پوسٹماسٹر بلگام اول نمبر پر کامیاب ہوئے۔ اور نہج المصلی کے امتحان میں مرزا محمد حسین صاحب کلرک کوہاٹ۔ اس نتیجہ کو شائع کرتے ہوئے میں احباب کی توجہ اسطرف پھیرنی چاہتا ہوں۔ اور امراء اور پریذیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت کی خدمت میں خاص طور پر عرض کرتا ہوں کہ

کہ وہ خود بھی ان امتحان میں شامل ہوں۔ اور دوسرے دوستوں کو بھی بکثرت شریک کریں۔ تا ان حقائق اور معارف سے آگاہی ہو۔ جنکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام دینی کتب میں تحریر فرمایا ہے۔ اور ان دلائل کو لیکر

15

فہرست مبایعین برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

نمبر	نام	پتہ
۴۳۸	شوکت بیگم صاحبہ	ہوشیارپور
۴۳۹	غلام فاطمہ صاحبہ	ضلع گورداسپور
۴۴۰	کرم بی بی صاحبہ	لائلپور
۴۴۱	غلام فاطمہ صاحبہ	منٹگمری
۴۴۲	سکینہ بی بی صاحبہ	ضلع لائلپور
۴۴۳	مختون بی بی صاحبہ	” سیالکوٹ
۴۴۴	عائشہ بی بی صاحب	سرگودھا
۴۴۵	سکینہ بی بی صاحبہ	ضلع لائلپور
۴۴۶	خورشید صاحبہ	” سرگودھا
۴۴۷	بھولی صاحبہ	” سیالکوٹ
۴۴۸	سکینہ صاحبہ	” گورداسپور
۴۴۹	آمنہ بی بی صاحبہ	” گجرات
۴۵۰	ناصرہ بی بی صاحب	” سرگودھا
۴۵۱	محمد بی صاحبہ	سیالکوٹ
۴۵۲	نذیر بیگم صاحبہ	ضلع لائلپور
۴۵۳	مہتاب بی صاحبہ	سیالکوٹ
۴۵۴	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۴۵۵	جوائی صاحبہ	” شیخوپورہ
۴۵۶	حسین بی بی صاحبہ	” ”
۴۵۷	ممتاز بیگم صاحبہ	” راولپنڈی
۴۵۸	بانو بی بی صاحبہ	” ”
۴۵۹	سید بیگم صاحبہ	” سیالکوٹ
۴۶۰	حسین بی بی صاحبہ	” ”
۴۶۱	زینب اہلیہ عمردین صاحب	سیالکوٹ
۴۶۲	دولت بی بی اہلیہ اسماعیل۔	ضلع سیالکوٹ
۴۶۳	رابعہ بی بی اہلیہ عبدالعزیز۔	” سرگودھا
۴۶۴	سکینہ بی بی بنت علی محمد	” ”
۴۶۵	رحمت بی بی اہلیہ حسین بخش۔	ضلع گورداسپور
۴۶۶	جان بی بی اہلیہ مولوی بدرالدین صاحب۔	” ”
۴۶۷	فاطمہ بی بی اہلیہ احمددین صاحب	” ”
۴۶۸	اختر بیگم بنت محمد علی صاحب	ضلع سرگودھا
۴۶۹	نصیرہ بی بی بنت غلام محمد صاحب۔	” ”
۴۷۰	بھاگن اہلیہ علم الدین صاحب۔	” سیالکوٹ

نمبر	نام	پتہ
۴۷۱	بیگم بی بی اہلیہ محمدالدین صاحب	ضلع سرگودھا
۴۷۲	فاطمہ اہلیہ احمدالدین صاحب	” گجرات
۴۷۳	کرم بی بی اہلیہ رحیم بخش صاحب	” سیالکوٹ
۴۷۴	برکت بی بی اہلیہ سراج دین صاحب	” گجرات
۴۷۵	رابعہ بی بی اہلیہ حافظ احمد جان صاحب	” ”
۴۷۶	” ” رحمت خان صاحب	” ”
۴۷۷	بڈھی اہلیہ سردار خانصاحب	” ”
۴۷۸	رنیشم بی بی اہلیہ اللہ دتا صاحب	” سیالکوٹ
۴۷۹	گلاب بی بی اہلیہ منشی نور محمد صاحب	” گورداسپور
۴۸۰	اللہ رکھی اہلیہ ظہوردین صاحب	لاہور
۴۸۱	عزیز بنت عبدالرحمٰن صاحب۔	ضلع گورداسپور
۴۸۲	امۃ الرؤف بنت نذیر حسن بھٹی۔	” گوجرانوالہ
۴۸۳	فضل بیگم اہلیہ فتح حسین صاحب۔	” جالندھر
۴۸۴	محمودہ بیگم بنت	” ” ” ”
۴۸۵	زینب اہلیہ محمد شفیع صاحب	” سیالکوٹ
۴۸۶	محمد بی اہلیہ خدابخش مرحوم	” ”
۴۸۷	سیرائی اہلیہ امام دین صاحب۔	ضلع منٹگمری
۴۸۸	نذیر بیگم اہلیہ طالب علی صاحب	” ”
۴۸۹	کرم بھری اہلیہ وارث علی صاحب	” ”
۴۹۰	مہرالنساء اہلیہ غلام حسین صاحب	منٹگمری
۴۹۱	باجی اہلیہ محمد بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۴۹۲	اقبال اہلیہ محمد یار کھوکھر	ضلع ڈیرہ غازیخان
۴۹۳	عائشہ اہلیہ امام بخش صاحب	” ”
۴۹۴	فضل بی بی اہلیہ امام دین صاحب	گجرات
۴۹۵	آمنہ اہلیہ محمد یعقوب	سیالکوٹ
۴۹۶	اکبری بیگم اہلیہ ڈاکٹر امیر حسین صاحب	ضلع فرخ آباد
۴۹۷	رحمت بی بی صاحبہ	” ”
۴۹۸	اہلیہ صاحبہ فاضل کرم علی صاحب۔	حیدرآباد دکن
۴۹۹	کریم بی بی اہلیہ فضل صاحب۔	کپور تھلہ
۵۰۰	نواب بی بی اہلیہ ہدایت اللہ	ضلع لائلپور
۵۰۱	طالعہ بی بی اہلیہ محمد بخش صاحب	ضلع امرتسر
۵۰۲	نواب بی بی اہلیہ بلندا	” ”
۵۰۳	سرداربی بی اہلیہ اللہ دتا صاحب	” گجرات

نمبر	نام	پتہ
۵۰۴	غلام فاطمہ اہلیہ محمد عالم صاحب	ضلع گجرات
۵۰۵	لال بی بی اہلیہ شاہ محمد صاحب۔	” ”
۵۰۶	کریم بی بی اہلیہ رحمت علی ”	” ”
۵۰۷	حفیظ بی بی اہلیہ عبداللطیف	” گورداسپور
۵۰۸	صدیقہ اہلیہ عبدالعزیز صاحب	” ”
۵۰۹	محمد بی بی بنت عبدالحمید صاحب	” ”
۵۱۰	زینب اہلیہ مخدوم صاحب	لائلپور
۵۱۱	چراغ بی بی اہلیہ چراغ شاہ	ضلع ”
۵۱۲	عائشہ بی بی اہلیہ محمد شفیع ملک۔	” سیالکوٹ
۵۱۳	نذیر بیگم اہلیہ محمدالدین صاحب	لاہور
۵۱۴	صالحہ فاطمہ بنت بابو محمد عزیزالدین صاحب	”
۵۱۵	جانو اہلیہ چراغ دین صاحب	ضلع گورداسپور
۵۱۶	بخت آور بنت سراج دین صاحب	لاہور
۵۱۷	کرم بی بی اہلیہ احمد دین	ضلع شاہ پور
۵۱۸	سکینہ اہلیہ رحمت خانصاحب۔	” ہوشیارپور
۵۱۹	حاکم بی بی اہلیہ رحیم بخش	ضلع گورداسپور
۵۲۰	ریشم بی بی اہلیہ خیرالدین	” منٹگمری
۵۲۱	خانم جان	” ہزارہ
۵۲۲	برکت بی بی اہلیہ روشن دین	” گورداسپور
۵۲۳	غلام صغریٰ اہلیہ رشید احمد	ریاست جیند
۵۲۴	محمد بی اہلیہ محمد حسین صاحب	لائلپور
۵۲۵	رسول بی بی صاحبہ	”
۵۲۶	مریم اہلیہ ادریس صاحب	ریاست جیند
۵۲۷	عائشہ اہلیہ عبدالقادر ”	” ”
۵۲۸	حشمت بی بی اہلیہ غلام رسول	” ”
۵۲۹	رحمت بیگم اہلیہ سراج دین	ضلع سیالکوٹ
۵۳۰	برکت بی بی اہلیہ محمد حسین	” ” ”
۵۳۱	اقبال بیگم اہلیہ محمد احسن	” ”
۵۳۲	حیدر بی بی ” حیدر علی صاحب	” ”
۵۳۳	حفیظہ بنت عبداللہ ”	” ”
۵۳۴	حسین بیگم اہلیہ محمد ”	” گجرات
۵۳۵	بابو افضل علی صاحب۔	ڈیرہ اسماعیلخان
۵۳۶	ام کلثوم اہلیہ محمد شریف صاحب	کامل پور
۵۳۷	نورالہدیٰ صاحب پسر مولوی امداد علی خان صاحب۔ جیل کمپونڈر۔	بھاگلپور
۵۳۸	شیخ امیر خانصاحب	تعلقہ داہلیہ
۵۳۹	شیخ لٹسین خانصاحب	” عساکری
۵۴۰	سیدہ بیگم اہلیہ امیر خانصاحب	” ”
۵۴۱	سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ وزیر خانصاحب	”

نمبر	نام	پتہ
۵۴۲	چھینی صاحبہ	تعلقہ عساکری
۵۴۳	دگن بائی صاحبہ اہلیہ شیخ امیر خان۔	تعلقہ داہلیہ
۵۴۴	عنایت بی بی بنت امیر خانصاحب۔	عساکری
۵۴۵	مریم بنت ریڈہ خان	”
۵۴۶	محمد احمد صاحب } پسران امیر خان	”
۵۴۷	محمود احمد صاحب } صاحب	”
۵۴۸	احمد علی صاحب ولد وزیر خانصاحب۔	”
۵۴۹	گلشن صاحبہ اہلیہ لٹسین خان صاحب	تعلقہ عساکری
۵۵۰	دلاور خان صاحب ولد نور خانصاحب۔	”
۵۵۱	دودھائی اہلیہ سلطان	ضلع گوجرانوالہ
۵۵۲	عطا بی بی معرفت حکیم عزیزدین صاحب۔	” گورداسپور
۵۵۳	منصور علی صاحب	ضلع ڈھاکہ
۵۵۴	احمد خان صاحب	” جالندھر
۵۵۵	امیر علی خانصاحب	” ”
۵۵۶	قادر بخش ولد موسیٰ	” لاہور
۵۵۷	محبت علی صاحب	” ڈھاکہ
۵۵۸	الٰہی بخش صاحب	” ”
۵۵۹	کرم بی بی بنت محمد بخش صاحب	ضلع گجرات
۵۶۰	بھولی اہلیہ محمد صاحب	” ”
۵۶۱	فضلاں اہلیہ عبداللہ ”	” ”
۵۶۲	عمراں اہلیہ سردار ”	” ”
۵۶۳	حسین بی بی اہلیہ سردار ”	” سرگودھا
۵۶۴	حاکم بی بی اہلیہ حیات ”	” ”
۵۶۵	الفت اہلیہ عبدالرزاق ”	پٹیالہ
۵۶۶	غفورن اہلیہ عبدالرحمٰن ”	لدھیانہ
۵۶۷	سائرہ اہلیہ غلام قادر ”	ریاست جموں
۵۶۸	شفیع دختر محمد اکبر ”	”
۵۶۹	نفیسہ بیگم اہلیہ محمد صدیق بیگ صاحب	لاہور
۵۷۰	ہاشم بی بی اہلیہ گل گلستان خان	ضلع جہلم
۵۷۱	سکینہ اہلیہ محمد اعظم صاحبہ	گجرات
۵۷۲	صاحب نور اہلیہ نواب خان	جہلم
۵۷۳	عائشہ اہلیہ اسماعیل صاحب	لاہور
۵۷۴	رحیم بی بی والدہ نظیر احمد	” امرتسر
۵۷۵	محمد بی بی اہلیہ فقیر اللہ	” ضلع گورداسپور
۵۷۶	زینب اہلیہ شاہ محمد صاحب	” ”
۵۷۷	نواب بی بی اہلیہ غلام محمد صاحب	” گوجرانوالہ
۵۷۸	عبدالحمید خانصاحب گڈس کلرک۔	ضلع لائلپور
۵۷۹	صادق محمد ولد اللہ دتا راجپوت	ملتان چھاؤنی
۵۸۰	نواب بی بی اہلیہ ویلی	ضلع سیالکوٹ

(باقی)

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب اسوجد اکسیر البدن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خطاب کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اس کا خط آیا ہے میں اسی کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر نور صاحب والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی میں نے استعمال کرنی شروع کر دی جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا قیمتی اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمود احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور اس کو اندیشہ تھا کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اس کے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں۔"

اکسیر البدن جملہ دماغی، جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانا اسی کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچ روپیہ (ﷺ) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

ضعف بصر، گرے، جلن، خارش چشم، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند۔ غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے (عہ/) علاوہ محصولڈاک۔

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں: "میرے گھر اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدون آپ کے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کے لئے آپ تک پہونچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شایع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ: مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان

ضرورت استانی

ہمیں احمدیہ گرل سکول سیالکوٹ جو کہ مڈل سٹینڈرڈ تک ہے۔ کے لئے ایک ایس۔ وی استانی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ قابلیت اور اہلیت کے مطابق ہوگی۔ درخواست کنندگان کو اپنی درخواستیں ۱۵ اپریل سنہ تک مندرجہ ذیل پتہ پر معہ اپنے سرٹیفکیٹوں کے بھیج دینی چاہئیں۔

سید فضیلت سکرٹری احمدیہ گرلز سکول شہر سیالکوٹ

کمپونڈر کی ضرورت

ایک احمدی ڈاکٹر کو کراچی میں اپنی پرائیویٹ ڈسپنسری کے لئے ایک لائق تجربہ کار اور دیانتدار کمپونڈر کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ تصدیق تجربہ اور یہ کہ تنخواہ کم سے کم کتنی منظور ہوگی۔ بہت جلدی آنی چاہئیں:

شیخ رفیع الدین احمد سب انسپکٹر پولیس سندھ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کراچی

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ فولاد، پیپلا، سنکھیا، اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری رنگ کا زرد پڑ جانا اور ہسٹیریا کے لئے از حد مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔

شربت فولاد کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے۔

شربت فولاد۔ کا ایک چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔

شربت فولاد۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے علاوہ محصولڈاک۔

تیار کردہ: فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

ہماری معتبر گھڑیاں

(ہر لحاظ سے عمدہ ہیں)

لیور گھڑیاں پختہ چول سونے شیشے

ہر ایک گھڑی بے حد مضبوط تجربہ شدہ ہے

عنقریب ہم بتائیں گے کہ قادیان اور دوسرے مقامات میں کن کن بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں ہماری مندرجہ ذیل گھڑیاں انجام دے رہی ہیں۔ ہر چند ہمیں اطمینان ہے۔ تاہم احباب اپنی گھڑیوں کی کامل محافظت کریں۔ اور ضرورت کے وقت بذریعہ جوابی کارڈ ہم سے مشورہ کیا کریں۔

نمبر	صحیح ترتیب اور قیمت مقابلتاً قریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	[illegible]
۱	دستی بڑا سائز ویسٹ اینڈ کوٹن کے موافق	لہ عا		[illegible]
۲	" چھوٹا " سلیدار کے موافق	للہ وللہ	۱۳	[illegible]
۳	" زیادہ چھوٹا " روکیب سپیک " "	"	"	"
۴	جیبی ۱۶ سائز ہیمپس ۱-A کے موافق	"	"	"
۵	اور ہر ایک ہر ایک گھڑی کی ہر شکل مگر جینیوا چال۔ قیمت جیبی ہے۔ کلائی کی مشہور عام عمدہ [illegible]			
۶	ٹائم پیس جو منی ریپیٹر الارم [illegible] ڈبل الارم [illegible] سادہ [illegible]			
۷	موسیقی یا ویسٹ اینڈ کی گھڑیاں امریکن گھڑی کے نام میں [illegible] کا نرخ علیحدہ معلوم کریں			

المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

قابل غور مشورہ

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عرصہ سے ہومیوپیتھک ڈاکٹری کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ لہٰذا جس کسی احمدی بھائی کو کسی مرض یا علاج کے متعلق مشورہ کرنا ہو۔ تو جواب کیلئے صرف ایک ٹکٹ روانہ فرما کر مجھ سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ دوائیں بھی بشرط طلب حتے الامکان ارزاں اور بہترین روانہ کی جاتی ہیں۔ ضرورت مند احباب کسٹم چارٹ طلب فرمائیں۔ اگر ڈاکٹر صاحبان فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ تو کلکتہ کے نرخ پر ہم سے ہر قسم کی ادویات طلب کریں۔ بعض امراض کی مجرب ادویات ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ المشتہر:۔ ڈاکٹر بشیر احمد احمدی ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایم۔ ایچ۔ بی۔ ایس۔ سی [illegible] گاندھی نگر

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

تعطیلات ایسٹر میں کرایہ کی رعایت

ایسٹر کی تعطیلات کے لئے حسب ذیل شرح پر واپسی ٹکٹ جو ۳ مئی ۱۹۳۰ء تک قابل استعمال ہونگے۔ لا لغایت ۲۱ اپریل ۱۹۳۰ء نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں پر مل سکینگے۔ بشرطیکہ فاصلہ سو میل سے زیادہ ہو۔

فرسٹ اور سیکنڈ کلاس

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا تیسرا حصہ

انٹر

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا آدھا

تھرڈ

ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ⅔ حصہ

جے۔ ایچ۔ چینر
چیف کمرشل مینجر

این۔ ڈبلیو۔ آر
ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور ۱۲ مارچ ۱۹۳۰ء

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب راجہ علی محمد خان صاحب افسر مال صاحب بہادر مظفر گڈھ

بمقدمہ چوہدری راناں نند ولد پوجارہ رام قوم کنگر سکنہ موضع چانگڑہ تحصیل مظفر گڈہ

بنام

ٹھاکر داس وغیرہ سکنہ چانگڑہ۔ مدعا علیہ

دعویٰ دلا پانے مبلغ ۳۰/ روپیہ بابت پیداوار

اراضی واقعہ کھو کھر چانگڑہ تحصیل مظفر گڑہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں رپورٹ سمنات سے پایا گیا ہے کہ بھا ہلو ولد محمد قوم اسراں سکنہ کھو کھر چانگڑہ تحصیل و ضلع مظفر گڈہ تعمیل سمن و حاضری عدالت ہذا سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۹ اپریل ۱۹۳۰ء (بجے ۹) کو اصالتاً یا وکالتاً پیروی مقدمہ نہ کریگا۔ تو اسکے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی

دستخط حاکم (مہر عدالت)

۱۹ مارچ ۱۹۳۰ء کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

"پیام صحت" حسکر مشتمل بر دو جلد

طب ہومیوپیتھی کی جامع و لاجواب تصنیف بالتصویر بڑی تقطیع ضخامت ۱۰۰۰ صفحات

جلد اول } در بارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضا حفظان صحت فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دوا سازی و خواص الادویہ۔ قیمت آٹھ روپے

جلد دوم } در بارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب مرض تشریح العلاج دایہ گری و طبی لغات قیمت بارہ روپیہ

رعایت ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروز پور

برص

جسم کے سفید داغ ایک دن میں جڑھ سے آرام

اگر ہماری مقری جڑی بوٹی کے ایک دن میں تین بار لگانے سے بدن کے سفید داغ بالکل نہ جاتے رہیں۔ تو کل قیمت واپس۔ اقرار نامہ لکھالیں۔ قیمت فی بکس تین روپیہ۔

دفتر معالج برص نمبر ۴۵ دربھنگہ (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمزوری اور ناتوانی کا فوراً علاج کرو

مفرح یاقوتی

یاقوت۔ مشک۔ مرجان
مروارید۔ جدوار۔ عنبر۔ زعفران وغیرہ
قیمتی ادویات اور جواہرات سے مرکب

ہر کمزور اور ناتوان مرد و عورت اور بچہ کے لئے اکسیر زندگی ہے۔ مفرح یاقوتی دنیا میں ایک ہی مقوی اعضاء رئیسہ اور حرارت غریزی پیدا کرنیوالی اکسیر اور لاثانی دوا ہے۔ کمزوری کی ہر قسم کی امراض کو رفع کرنیوالی اور جسم میں نئے امراض کی پیدائش کو روکنے والی اور صحت کو قائم رکھنے والی نایاب چیز ہے۔ جملہ دماغی و جسمانی و اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے شافی طور پر کام دیتی ہے۔ تمام دماغی کام کرنیوالوں کے لئے ایک عدیم المثال نعم البدل بے نظیر تحفہ ہے۔ حمل کے ایام میں حفاظت حمل اور وضع حمل کے بعد زچہ اور بچہ کی حفاظت تندرستی کے لئے ضامن صحت ہے۔

المشتہر حکیم محمد حسین مرہم عیسے موجد مفرح یاقوتی بیرون دہلی دروازہ لاہور

جدید انگلش ٹیچر اور زبان خلق

میاں فضل حسین صاحب ایم۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شملہ مصنف نے ایسے طریقوں سے کام لیا ہے کہ طالب علم جلد اور آسانی سے انگریزی سیکھ سکتے ہیں۔ ماسٹر سانگر رام صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے وی۔ مڈل سکول جاڈلہ ضلع ہوشیارپور۔ بلا استاد انگریزی سیکھنے والوں کے واسطے بے نظیر کتاب ہے

اگر لایق استاد کا کام نہ دے۔ تو ایک ہفتہ کے اندر کل قیمت مع محصول ڈاک واپس

الیس گوپال سنگھ سلطان ونڈ ضلع امرتسر میں انگریزی میں بہت ہی کمزور تھا۔ مگر جدید انگلش ٹیچر مصنفہ صدیق الحسن خان سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول شملہ کے طفیل انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں اور اب امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک جو اس لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ کہ یہ کتاب بہت جلد اور آسانی سے انگریزی سکھاتی ہے۔ یہانتک کہ ایک معمولی اردو دان بھی چند ہی روز میں گفتگو اور ترجمہ کرنے لگ جاتا ہے۔ کتب فروشوں اور ایجنٹوں کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے۔ ملنے کا پتہ: قمر برادرز (الف) شملہ

تبت۔ یارقند۔ چینی ترکستان۔ کشمیر

کا ہر قسم کا مال

از قسم قالین۔ نمدہ۔ فرجاد نماز۔ یارقندی کھدر۔ یارقندی رومال۔ کستوری۔ جدوار۔ ممیرہ۔ زہر مہرہ۔ قیر دزہ۔ زعفران۔ زیرہ۔ سست سلاجیت۔ کشمیری ساڑھیاں۔ کشمیری پٹی۔ رفل۔ لوئیاں۔ دوشالے۔ کامدار پردے وغیرہ وغیرہ کے متعلق اس پتہ سے خط و کتابت کریں: محمد یوسف بی اے۔ (ٹلیگ) سرآمنا کدل سرینگر کشمیر

ہندوستان کی خبریں

—— علی گڑھ۔ ۲۷ مارچ۔ ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں واردات سرقہ ہوئی۔ چور مقدمہ والوں کے زیورات اور جواہرات اور ۳۰۰ ہزار سے زیادہ نقد روپیہ بھی چرا کر لے گئے

—— میرٹھ۔ ۲۸ مارچ۔ مسٹر لنگفورڈ جیمز سینئر وکیل استغاثہ مقدمہ سازش میرٹھ فوت ہو گئے۔ آپ کے اعزاز میں عدالت ایک دن کے لئے بند کر دی گئی۔

—— بمبئی کا اخبار "ہلال" لکھتا ہے۔ کہ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ مولانا شوکت علی عنقریب مسٹر گاندھی کو ملنے جا رہے ہیں۔

—— ملتان۔ ۲۰ مارچ۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے مسٹر دشنو دت کھنہ کے خلاف مقدمہ بغاوت ان کے غیر مشروط معافی مانگ لینے پر واپس لے لیا۔ "شہدائے ہند" نامی باغیانہ پمفلٹ کی اشاعت کے لئے آپ پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔

—— کراچی۔ ۳۰ مارچ۔ پیر پگارو کو گرفتار کرنے کے بعد اس کے مکان کی تلاشی لی گئی۔ تو وہاں سے ۴۰ ہزار گولیاں ۲۵ بندوقیں چند پستول اور دیگر سامان حرب ملا۔ تلاشی کے دوران میں ایک صندوق میں ایک مسلمان لڑکا بھی بند کیا ہوا ملا۔ لڑکے کی والدہ نے حکومت کو اطلاع دی تھی۔ کہ پیر صاحب نے میرے بیٹے کو زبردستی اغوا کر کے کہیں چھپا دیا ہے۔ اس وجہ سے عورت کو نہایت بیدردی سے قتل کر دیا گیا تھا۔

—— رنگون۔ ۳۰ مارچ۔ مسٹر سین گپتا صدر بلدیہ کلکتہ رہا کر دیئے گئے۔

—— کلکتہ۔ ۲۷ مارچ۔ بنگال کونسل میں میڈیکل محکمہ کے مطالبہ میں ایک روپیہ کی تحریک تخفیف پیش ہوئی جو ۴۲ آراء کے مقابلہ میں ۴۸ آراء سے منظور ہو گئی۔ تحریک کی تائید کرتے ہوئے سر نیل رتن سرکار نے کہا۔ انڈین میڈیکل سروس اور پراونشل سروس کا امتیاز اٹھا دینا چاہئے۔

—— نیو دہلی۔ ۲۷ مارچ۔ کونسل آف سٹیٹ نے دلچسپ مباحثہ کے بعد فنانس بل منظور کر لیا۔ سر محمد حبیب اللہ اپنے عہدے سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ آج آخری اجلاس میں شامل ہوئے۔ کونسل آف سٹیٹ میں ان کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

—— کلکتہ۔ ۲۸ مارچ۔ مسز کے۔ سی۔ ڈی۔ پہلی ہندوستانی عورت ہیں۔ جو کلکتہ کارپوریشن کی کونسلر مقرر ہوئی ہیں۔

—— دہلی۔ ۲۹ مارچ۔ دہلی کے مسلمانوں نے وائسرائے ہند کو ایک سپاسنامہ دیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا جو لوگ تشدد کی حکمت عملی کی حمایت یا حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ وہ اپنے سر پر بڑی بھاری ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور اگر یہ ذریعہ کبھی حصول مقصد کی منزل تک ان کو لے گیا۔ تو یقینی ہے۔ کہ کئی کروڑ ہندوستانیوں کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوگا" آپ نے ملک معظم کی حکومت کی اس خواہش کا بھی اعلان کیا۔ کہ آئندہ گول میز کانفرنس کے لئے نمائندوں کا انتخاب کرتے وقت کسی ذمہ دار جماعت کو نظر انداز نہیں کیا جائیگا۔

—— لکھنؤ۔ ۲۹ مارچ۔ حکومت صوبجات متحدہ نے مقدمہ سازش کاکوری کے قیدیوں کے مطالبات منظور کر لئے ہیں۔ انہیں درجہ دوم کے قیدیوں کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

—— الہ آباد۔ ۲۹ مارچ۔ پنڈت موتی لال نہرو نے اپنا عالیشان مکان "آنند بھون" کانگریس کی ملکیت میں دیدیا ہے۔ اب آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا دفتر مستقل طور پر یہیں رہے گا۔

—— لاہور۔ ۳۰ مارچ۔ صوبہ میں ٹڈیوں کو تلف کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے پندرہ ہزار روپیہ منظور کیا ہے

—— ڈیرہ دون۔ ۲۷ مارچ۔ سب جج ڈیرہ دون نے اس مقدمہ کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جو سابق مہاراجہ نابھہ نے اپنی بیٹی کلسیہ کی رانی اور سردار گوردیال سنگھ کے خلاف دائر کیا تھا۔ جج موصوف نے مہاراجہ صاحب کے ۴۵ ہزار روپیہ سود کے دعوٰی کو تو خارج کر دیا۔ البتہ ۲ لاکھ کے پرامیسری نوٹ اور ریاست میسور کی تمسکات کے دعوٰی کو تسلیم کیا ہے۔

—— گورنر بمبئی دہلی سے واپس آ گئے ہیں۔ وائسرائے کے ساتھ انہوں نے سول نافرمانی کے متعلق تبادلہ خیالات کیا معلوم ہوا ہے۔ کہ دونوں ایک فیصلہ پر پہونچ گئے ہیں۔ اور وہ فیصلہ ملک کے مفاد میں ہے۔

—— کلکتہ۔ ۲۹ مارچ۔ قصبہ بیلی سے اطلاع ملی ہے کہ ایک سادھو کے آشرم پر چند ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ اسے اور اس کے چیلے کو باندھ کر ان پر مٹی کا تیل چھڑکا۔ اور انہیں آگ لگا دی۔ اور روپیہ وغیرہ جو کچھ وہاں سے ملا۔ لیکر بھاگ گئے

—— لدھیانہ۔ ۲۹ مارچ۔ والئے ریاست مالیر کوٹلہ نے اپنی ریاست میں سٹہ اور جوا حکماً بند کر دیا ہے۔

—— کلکتہ۔ ۲۹ مارچ۔ ایک شخص بنام محمد یامین کو پولیس مجسٹریٹ سیلدہ نے اس جرم میں سزا دی ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو بغیر لائسنس حاصل کئے مولانا کیوں کہا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— لندن۔ ۲۷ مارچ۔ ہندوستانی ہائی کمشنر نے آج مسٹر چاولہ اور مسٹر انجینیر ہندوستانی ہوا باز کو دعوت لنچ دی۔ وزیر خارجہ اور دیگر اکابرین دعوت میں شامل ہوئے۔

—— برلن۔ ۲۷ مارچ۔ مالی پروگرام پر اختلافات آراء ہونے کے باعث وزارت جرمنی مستعفی ہو گئی ہے۔

—— لندن۔ ۲۷ مارچ۔ آج یونیورسٹی یونین ہال میں ہندوستانی طلباء نے ہندوستانی ہوا بازوں کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا۔

—— دارالعوام میں لیبرل جماعت کے رہنما نے روئی کی صنعت کے متعلق بے روزگاری کا مسئلہ چھیڑا۔ اور کہا۔ کہ لنکاشائر کی تجارت اس قدر گر گئی ہے۔ کہ موجودہ نسل نے ایسا تنزل کبھی نہیں دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اشیاء کے برآمد میں بہت زیادہ کمی آ گئی ہے۔

—— ایک ہندی اخبار نے پچھلے دنوں اعلیٰ حضرت سلطان ابن سعود سے درخواست کی تھی۔ کہ اسے منیٰ اور عرفات میں درخت لگانے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ حاجیوں کو دوران حج میں دھوپ کی وجہ سے دقت نہ ہو۔ سلطان نے اس کی اجازت دیدی ہے۔

—— وارسا۔ ۲۷ مارچ۔ ڈکٹیٹر مارشل پلسیڈسکی اور مبعوثین کے درمیان تکرار و تنازع کے بعد پولینڈ کی پارلیمنٹ نے ملامت کی تحریک منظور کی۔ اور حکومت مستعفی ہو گئی۔

—— لندن۔ ۲۹ مارچ۔ مسٹر جارج لینسبری نے ایک تقریر میں کہا ہے۔ کہ مجھے یقین ہے۔ اگلے چند ماہ میں ہم ہندوستانیوں کو یہ یقین دلا سکیں گے۔ کہ ہم ان کے سچے اور حقیقی دوست ہیں۔ اور جس قدر بہتری ممکن ہے۔ ان کے لئے کرنا چاہتے ہیں۔

—— ایمسٹرڈم۔ ۲۹ مارچ۔ چونکہ ہالینڈ میں طوطوں کی آمد بند کر دی گئی ہے۔ ایک برازیلی جہاز کے کپتان نے راٹرڈم میں پہونچکر ۱۲۰ طوطوں کو جہاز کی انگیٹھیوں میں زندہ جلا دینے کا حکم دیدیا۔

—— ڈبلن۔ ۲۹ مارچ۔ مسٹر کاسگریو کے مستعفی ہونے کی وجہ سے مسٹر ڈی ولیرا کو آئرش فری سٹیٹ کی وزارت مرتب کرنے کے لئے کہا گیا۔ تو آپ سب سے پہلے انگریزی کی جگہ آئرش زبان رائج کرنے پر زور دیںگے۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر الفضل کے دفتر قادیان سے شائع کیا)